اسلامی فقہ

المستوى:الرابع | 4 | درجہ: چہارم

إعداد: قسم التعليم — تیار کردہ: شعبۂ تعلیم

ترجمة : أبو فيصل سميع الله رحمہ اللہ

تصحيح وإضافة: أبو أسعد قطب محمد الأثري

تحت إشراف — زیر نگرانی

المكتب التعاوني للدعوة
وتوعية الجاليات بالربوة

ISLAMIC PROPAGATION OFFICE IN RABWAH
P.O.BOX 29465 ARRIYADH 11457
TEL 4454900 – 4916065 FAX 4970126

نکاح کے احکام ومسائل

نکاح کی لغوی تعریف:

(۱)شادی کا عقد،اسی معنی میں عرب کا قول ہے(نكح فلانة او بنت فلان)اس شخص نے فلاں عورت سے عقد کیا، یا فلان کی بیٹی سے عقد کیا،(۲) ہمبستری کرنا، اسی معنی میں عرب کا قول ہے(نكح امرأته او زوجته) کہ اس شخص نے اپنی عورت یا بیوی سے جماع کیا۔

نکاح کی شرعی تعریف:

نکاح مرد وعورت کے درمیان ہونے والا وہ عقد(Contract)ہے جس کے ذریعہ حلال طریقہ پر دونوں میں سے ہر ایک خواہش نفسانی کی تکمیل کا قصد کرتے ہیں، اور جسکے نتیجہ میں ایک پاکیزہ خاندان، اور خوش گوار معاشرہ وجود پذیر ہوتا ہے۔

نکاح کا حکم:

نکاح کے پانچ احکام ہیں جو لوگوں میں پائی جانے والی حالات کے پیش نظر ہیں :

۱-مسنون: یہ ایسے شخص کے لئے ہے جس کے پاس شہوت تو ہے لیکن زنا میں واقع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے، اور نکاح میں حضرات وخواتین بلکہ پوری امت کے لئے بڑی عظیم مصلحتیں کارفرما ہیں۔

۲-واجب: یہ ایسے شخص کے حق میں ہے کہ اگر شادی نہ کرے تو اس کے زنا میں واقع ہونے کا ڈر ہو۔

۳-مباح: ایسا مالدار جسے شادی کی شہوت نہ ہو، اور اسی میں وہ شخص بھی شامل ہے کہ اگر جسے طاقت حاصل ہو جائے تو وہ اس سے اپنے دل کو نہ بچا پائے۔

۴-مکروہ: ایسا محتاج جسے شادی کی شہوت نہ ہو، نہ تو وہ اس کی ضرورت محسوس کرتا ہو اور نہ ہی خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔

۵-حرام: یہ ایسے شخص کے حق میں ہے جو شادی شدہ ہو، اور اپنی دوسری بیویوں کے درمیان انصاف نہ کر پانے سے ڈرتا ہو، جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿فَٱنكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثۡنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَۖ فَإِنۡ خِفۡتُمۡ أَلَّا تَعۡدِلُواْ فَوَٰحِدَةً أَوۡ مَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُكُمۡۚ﴾ [النساء: ۳].

"پس جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کرو، دو دو، تین تین، چار چار، اور اگر اندیشہ ہے کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک ہی، یا جو تمہاری مملوکہ لونڈیاں ہیں"۔

نکاح کے مشروع ہونے میں حکمت:

۱-نسلِ انسانی کا تحفظ اور امت اسلامیہ کی تعداد میں اضافہ وکثرت۔

۲-زنا اور برائیوں سے بچاؤ اور حفاظت۔

۳-آدمی کی وساطت اور اس کے دم سے خاتون خانہ کی عزت وآبرو کی حفاظت اور حمایت، نیز اس کے ہی وجود سے خاتون کے جملہ لوازمات اور نان و نفقہ و سُکنیٰ کا انتظام۔

۴-حسب ونسب کی صحیح حفاظت اور قرابت داری وصلہ رحمی کا ترابط والتزام۔

۵-شرمگاہوں کی عصمت وعفت (یعنی شرمگاہوں کا محرمات سے بچاؤ) اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ خواتین سے تمتع اور لطف اندوزی۔

نکاح کی فضیلت اور اس کی ترغیب:

نکاح تمام انبیاء کی سنت رہی ہے، اور نکاح ایسی سنت ہے جس کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو ترغیب دی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا: ﴿وَمِنۡ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنۡ خَلَقَ لَكُم مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ أَزۡوَٰجٗا لِّتَسۡكُنُوٓاْ إِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُم مَّوَدَّةٗ وَرَحۡمَةًۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَأٓيَٰتٖ لِّقَوۡمٖ يَتَفَكَّرُونَ﴾ [الروم:۲۱]

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان سے آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کر دی، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں"۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ» ”اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے شادی کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کرے، کیونکہ شادی سب سے زیادہ نگاہ کو پست کرنے والی ہے، اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہے، اور جو شخص اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزہ رکھے، اس لئے کہ روزہ سے اس کی شہوت کم ہو جائے گی “[بخاری:۵۰۶۶ و مسلم:۱۴۰۰]۔

نکاح کے ارکان:

۱- میاں وبیوی دونوں موجود ہوں اور ان کے درمیان نکاح صحیح ہونے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو، جیسے دونوں رضاعی بھائی و بہن نہ ہوں، یا دونوں کا دین الگ الگ نہ ہو۔

۲- ایجاب کا ہونا: یہ وہ الفاظ ہیں جو لڑکی کے ولی یا اس کے غیر موجودگی میں اس کی جگہ اس کے قریبی رشتہ دار صراحت کریں کہ میں نے آپ کی شادی فلاں خاتون سے یا آپ کا نکاح فلاں لڑکی سے یا یوں کہے کہ میں نے فلاں لڑکی کو آپ کی ملکیت میں دے دیا، یا اسی جیسے دوسرے الفاظ استعمال کر کے صراحت کرے۔

۳- قبول کا پایا جانا: یہ وہ الفاظ ہیں جو شوہر یا اس کے قائم مقام کی طرف سے ادا ہو مثلا وہ یہ کہے کہ میں نے اس نکاح کو قبول کیا، پھر جب ایجاب و قبول حاصل ہو جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

نکاح کے صحیح ہونے کی شرطیں:

نکاح کے صحیح ہونے کی چند شرطیں اہل علم نے متعین کی ہیں جن کی تفاصیل درج ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱- میاں وبیوی کی تعیین۔

۲- نکاح پر میاں وبیوی کی رضامندی۔

۳- ولی کا ہونا، بغیر ولی کے کسی عورت کی شادی درست نہیں۔

ولی کے احکام:

☆ولایت کی شرط بچی کی طرف سے ہے، چنانچہ لڑکی کا باپ یا وہ جسے وصیت کردے، یا اس کا سب سے قریبی عزیز، یا لڑکی کے اہل خانہ میں سے کوئی سوجھ بوجھ والا شخص یا پھر حاکم وقت ولی ہو سکتا ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "لا نِكَاحَ إِلا بوَلِيٍّ". ''ولی کے بغیر نکاح نہیں ''۔[ابن ماجہ:۱۸۸۰، صحیح]۔

☆ولی کی ولایت کی اہلیت کی شرط یہ ہے کہ وہ مرد ہو، آزاد ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، معاملہ فہم ہو۔

☆قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کے رشتہ دار ولی نہیں بن سکتے، بھائی کی موجودگی میں بھتیجہ ولی نہیں بن سکتا۔

☆ولی کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس سے اجازت حاصل کرے، اگر ولی باپ ہو اور عورت کنواری ہو تو باپ اس سے اجازت حاصل کرے کہ میں آپ کی شادی فلاں کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں، اور اگر عورت بیوہ ہے اور ولی غیر باپ ہے تو صریح الفاظ میں اس کی رائے حاصل کرے، اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: «الأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا. وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا». ''بیوہ اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے، اور کنواری سے اجازت حاصل کی جائے، اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے ''۔[موطا:۱۹۱۴/۴۹۵، صحیح]۔

۴-مہر متعین پر نکاح کا ہونا۔

۵- نکاح صحیح ہونے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو، جیسے دونوں رضاعی بھائی و بہن نہ ہوں، یا دونوں کا دین الگ الگ نہ ہو، یا کوئی نسبی رشتہ نہ ہو۔

۶-عقد نکاح میں دو عادل مسلمان گواہ کا حاضر ہونا۔

اس چھٹی شرط کے متعلق اہل علم میں اختلاف ہے بعض نے اسے شرط کے بجائے واجب تسلیم کیا ہے۔

خِطبَہ (شادی کا پیغام) دینے کا حکم:

جو شخص کسی عورت کو شادی کا پیغام بھیجنا چاہے وہ اس کے والد یا ولی کے ذریعہ بھیجے، اور پھر موافقت کے بعد شرعی رویت کرے، البتہ انٹرنٹ کے ذریعہ کسی خاتون کا اجنبی مردوں سے ویڈیو یا آیڈیو کے ذریعہ ہم کلام ہونا اور انہیں

شادی کی دعوت دینا یا انٹرنٹ پر تصویریں بھیج کر ضرورت رشتہ کا اعلان کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، اور ایسے ہی محض رسم و منگنی کی صورت میں بھی جب تک عقد نکاح نہ ہو جائے وہ عورت اجنبی ہوتی ہے اس سے گفتگو کرنا حرام و ناجائز ہے، جو شخص خطبہ نکاح کا ارادہ رکھے وہ عورت کو اور عورت اس کو محدود انداز میں بلا خلوت، بلا مصافحہ، اور بغیر چھوئے، اور عورت کے کسی بھی وصف کو بیان کے بغیر دیکھنا مستحب ہے۔

شرعی رویت کے وقت عورت شادی کے پیغام بھیجنے والے کے لئے اس قدر زیب و زینت اختیار کر سکتی ہے جو نہ تو شہوت ابھارنے کا سبب ہو اور نہ ہی حقیقت پر پردہ پڑنے کا اندیشہ، مثلاً سرمہ لگانا۔

شادی کا پیام دیتے وقت لڑکا و لڑکی کے باہم فوٹو کا تبادلہ کرنا حرام ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی کسی کے شادی کے پیغام بھیجنے کے بعد اس کو پیغام بھیجے، یہاں تک کہ وہ اس سے نکاح کر لے یا اسے چھوڑ دے۔

عورت کی عدت میں چاہے وہ شوہر کی وفات کے بعد کی ہو یا طلاق بائن کے بعد صراحت کے ساتھ پیغام نکاح دینا جائز نہیں، اور ایسے ہی اس خاتون کو بھی جس کے شوہر نے ایک یا دو طلاق رجعی دی ہو، اسے کنایہ کے طور پر بھی پیغام نکاح دینا درست نہیں۔

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے وہ دو طرح کی ہیں:

۱-دائمی محرمات (جن کے ساتھ ہمیشہ ہمیش کے لئے نکاح حرام ہے)۔

۲-محدود مدت تک محرمات (کسی عارضی سبب سے نکاح کرنا حرام ہو)۔

۱-دائمی محرمات

جن عورتوں سے ہمیشہ ہمیش کے لئے نکاح حرام ہے ان کی کل تعداد چودہ (۱۴) ہے، اور وہ تین قسموں میں منقسم ہیں:

(الف)-نسب کی وجہ سے حرمت:

☆مائیں: اسی میں شامل ہیں ماؤں کی مائیں(نانیاں وپر نانیاں)،اوران کے باپ کی مائیں(ماں کی دادیاں)،اوراپنے باپ کی مائیں(دادیاں وپر دادیاں اوران کے آگے تک)۔

☆بیٹیاں: اسی میں شامل ہیں بیٹے کی بیٹیاں (پوتیاں وپر پوتیاں)،اور بیٹیوں کی بیٹیاں (نواسیاں)،اور پوتیوں کی بیٹیاں(بیٹے کی بیٹی کی بیٹی)،ونواسیوں کی بیٹیاں(بیٹی کی بیٹی کی بیٹی)۔

نوٹ: زنا کے نتیجے میں زانی کے نطفہ سے پیدا ہونے والی لڑکی کیا وہ زانی کی بیٹی ہے یا نہیں،اس میں اختلاف ہے،امام شافعی کو چھوڑ کر ائمہ ثلاثہ اسے بیٹی مانتے ہیں،اوراس سے اس باپ کے نکاح کی حرمت کے قائل ہیں،اور یہی راجح ہے ،امام شافعی رحمہ اللہ اسے بنت شرعی تسلیم نہیں کرتے،لہذاان کے نزدیک یہ بیٹی اس آیت میں داخل نہیں۔

☆بہنیں: عینی(حقیقی یا سگی) بہن،اوراسی میں شامل ہیں،علاتی :(وہ بھائی بہن جن کے باپ ایک ہوں ماں الگ الگ ہوں،ماں کی طرف سے سوتیلی بہن)اوراخیافی:(وہ بھائی بہن جن کے ماں ایک ہوں اور باپ الگ الگ ہوں) بہنیں۔

☆بھانجیاں: اس میں تینوں قسم کی بہنوں(عینی،علاتی،اخیافی)کی اولاد بواسطہ وبلاواسطہ (یااصلی وفرعی)شامل ہیں، مثلا بھانجی کے بیٹے کی بیٹی،اور بھانجی کی بیٹی کی بیٹی۔

☆ بھتیجیاں: اس میں تینوں قسم کے بھائیوں(عینی،علاتی،اخیافی)کی اولاد بواسطہ وبلاواسطہ (یااصلی وفرعی)شامل ہیں ،مثلا بھتیجی کی بیٹی،اور بھتیجے کی بیٹی۔

☆ پھوپھیاں: اس میں باپ کی اور سب مذکر اصول(نانا،دادا)کی تینوں قسموں کی(عینی،علاتی،اخیافی)بہنیں شامل ہیں۔

☆خالائیں: اس میں ماں کی اور سب مؤنث اصول(نانی،دادی)کی تینوں قسموں کی(عینی،علاتی،اخیافی)بہنیں شامل ہیں۔

(ب)-رضاعت(دودھ پینے)کی وجہ سے حرمت:

رضاعت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں،البتہ رضاعت محرمہ اس وقت ثابت ہو گی جب بچہ مدت رضاعت(دوسال کے اندر)میں پانچ بار یااس سے زیادہ بار پیا ہو۔

نسب کی وجہ سے جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، ٹھیک اسی طرح رضاعت کی وجہ سے بھی ان عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

رضاعی ماں بننے والی عورت کی نسبی ورضاعی اولاد دودھ پینے والے بچے کے بہن بھائی، اوراس عورت کاشوہر اس کا باپ ،اوراس مرد کی بہنیں اس کی پھوپھیاں، اوراس دودھ پلانے والی عورت کی بہنیں اس کی خالائیں، اوراس عورت کے جیٹھ ودیوراس دودھ پینے والے بچے کے چچاوتایابن جائیں گے، اوراس دودھ پینے والے بچے کے نسبی بہن بھائی وغیرہ رضاعی ماں کے گھرانے پر رضاعت کی بناپر حرام نہ ہوں گے۔

(ج)-مصاہرت (سسرالی رشتہ) کی وجہ سے حرمت:

☆بیوی کی ماں یعنی ساس سے نکاح کرنا حرام ہے، اوراس میں بیوی کی نانی ودادی بھی داخل ہیں، اگر کسی عورت سے نکاح کرکے بغیر ہم بستری کے ہی طلاق دے دی ہو تب بھی اس کی ماں (ساس) سے نکاح حرام ہوگا، البتہ کسی عورت سے نکاح کرکے اسے بغیر مباشرت کے طلاق دے دی ہو تو اس کی لڑکی سے اس کا نکاح جائز ہوگا۔

☆ربیبہ (بیوی کے پہلے خاوند سے لڑکی) کی حرمت مشروط ہے، اگراس کی ماں سے مباشرت کرلی گئی ہوگی تو ربیبہ سے اس کا نکاح حرام ہے، اوراگراس کی ماں سے نکاح کی بعد مباشرت نہیں کی تو اس سے نکاح کرنا حلال ہے۔

☆ باپ اور دادا کی بیویاں حرام ہیں۔

☆ بیٹے اور پوتے کی بیویاں حرام ہیں۔

☆لعان کی وجہ سے حرمت: اس کی صورت یہ ہے شوہر بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا حمل کا انکاری ہو اور وہ اس پر چار گواہ نہ پیش کرسکے، اس کے بعد دونوں کو قسمیں دلا کر جدا کردیا جائے، ایسی صورت میں لعان والی عورت لعان والے مرد پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہو جاتی ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ’’ دولعان کرنے والے اگر جدا ہو جائیں تو کبھی جمع نہیں ہوسکتے‘‘۔[ابوداود: ۲۲۵۰].

واضح رہے کہ آدمی کے تمام نسبی اقارب اس کے اوپر حرام ہیں، البتہ چچا کی بیٹیاں، ماموں کی بیٹیاں، پھوپھی کی بیٹیاں

اور خالہ کی بیٹیاں ان چاروں سے نکاح کرنا حلال ہے۔

گذشتہ سطور میں جن عورتوں سے نسب، رضاعت، اور مصاہرت کی بناپر ہمیشہ ہمیش کے لئے نکاح حرام قرار دیا گیا ہے، ان تمام کو اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَنكِحُوا۟ مَا نَكَحَ ءَابَآؤُكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً وَمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَٰتُكُمْ وَعَمَّٰتُكُمْ وَخَٰلَٰتُكُمْ وَبَنَاتُ ٱلْأَخِ وَبَنَاتُ ٱلْأُخْتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِىٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ وَأُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِى فِى حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِى دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا۟ دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَٰٓئِلُ أَبْنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنْ أَصْلَٰبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا۟ بَيْنَ ٱلْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾

[البقرۃ:۲۲ -۲۳]

"ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے، مگر جو گذر چکا ہے، یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے، اور بڑی بری راہ ہے ☆ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری لڑکیاں، اور تمہاری بہنیں، اور تمہاری پھوپھیاں، اور تمہاری خالائیں، اور بھائی کی لڑکیاں، اور بہن کی لڑکیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری ساس، اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو، ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں، اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا، ہاں جو گذر چکا سو گذر چکا یقینا اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

۲-وقتی وعارضی محرمات

جو عورتیں آدمی پر ایک مدت تک کے لئے حرام ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

۱-ایک ساتھ دو بہنوں سے نکاح کرنا حرام ہے چاہے وہ دونوں نسبی ہوں یا رضاعی، ایسے ہی عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ (چاہے نسبی ہوں یا رضاعی) ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے، البتہ ایک کی وفات کے بعد یا طلاق کی صورت میں عدت گذارنے کے بعد دوسرے سے نکاح جائز ہے۔

۲-وہ عورت جو عدت گذار رہی ہو اس سے شادی کرنا حرام ہے جب تک کہ وہ عدت پوری نہ کرلے۔

۳-جس کو (تین) طلاق دے چکا ہو اس سے دوبارہ شادی کرنا حرام ہے جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے سے شادی نہ کرلے، اور دوسرا خاوند اپنی مرضی سے اسے طلاق نہ دے دے یا وہ فوت ہو جائے، نکاح حلالہ حرام ہے۔

۴-احرام باندھنے والی عورت سے شادی حرام ہے جب تک کہ وہ حلال نہ ہو جائے۔

۵-مسلمان عورت کافر پر حرام ہے، جب تک کہ وہ اسلام نہ لے آئے۔

۶-اہل کتاب کے علاوہ کافر عورت مسلمان پر حرام ہے جب تک کہ وہ اسلام قبول نہ کرلے۔

۷-دوسرے کی بیوی یا دوسرے کی معتدہ (عدت گذارنے والی) سے شادی کرنا حرام ہے، البتہ اس کی لونڈی سے شادی کرسکتا ہے۔

۸-زانیہ عورت زانی اور غیر زانی پر حرام ہے، جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے، اور اس کی عدت ختم نہ ہو جائے۔

۹-چار بیویوں سے زیادہ ایک ہی وقت میں رکھنا جائز نہیں۔

۱۰-ایسا خنیث (ہیجڑا، خواجہ سرا) جس کے نہ مرد ہونے کا پتہ ہو اور نہ ہی عورت ہونے کا۔

حرام کردہ عورتوں کے چند مسائل

☆آدمی کے لئے اس لڑکی سے نکاح کرنا منع ہے جو اس کے زنا کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو، اور اسی طرح وہ ماں پر حرام ہے

کہ وہ اس لڑکے سے شادی کرے جو اسی سے زنا سے پیدا ہوا ہے۔

☆ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا سے حاملہ ہوئی ہو، اور اس سے بچہ ہوا ہو۔

☆اگر کسی عورت کو طلاق دی ہے جس سے رجوع ممکن ہے، اور وہ عدت گذار رہی ہو تو حالت عدت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا باطل ہے، اور اگر طلاق بائن کی عدت ہے تو نکاح حرام ہے۔

☆اگر گم شدہ شوہر کی بیوی نے شادی کر لی پھر پہلا شوہر دوسرے کے جماع کرنے سے پہلے آگیا، تو وہ پہلے ہی کی بیوی مانی جائے گی، لیکن اگر دوسرے شوہر نے جماع کر لیا تو پہلے کو اختیار ہے چاہے وہ عقد اول ہی سے دوسرے شوہر کے طلاق دیئے بغیر اسے اپنی زوجیت میں رکھے، اور عدت مکمل ہونے کے بعد اس سے جماع کرے، یا اسے دوسرے کے ساتھ چھوڑ دے اور دوسرا شوہر سے مہر کی مقدار واپس لے لے جو اس نے عورت کو دیا تھا۔

نکاح میں عائد کی جانے والی شرطوں کا بیان

عقد نکاح میں میاں وبیوی کے درمیان عائد کی جانے والی شرطوں کی دو نوعیت ہے، ایک شرط صحیح اور ایک شرط فاسد، بعض شرط فاسد ایسی ہے جس سے نکاح ہی باطل ہو جاتا ہے۔

۱- فاسد شروط ۲- صحیح شروط

۱-نکاح کو باطل کرنے والی بعض فاسد شرطیں

☆نکاح شغار:

وہ نکاح ہے کہ آدمی اپنی بیٹی یا بہن یا جس پر اسے ولایت حاصل ہے اس کی شادی دوسرے سے اس شرط پر کرے کہ وہ بھی اپنی بیٹی یا بہن کی شادی اس سے کردے، اس طرح کا نکاح فاسد اور حرام ہے، چاہے مہر مقرر کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع کیا ہے، شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کی شادی دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ وہ بھی اپنی بیٹی کی شادی اس سے کردے، اور دونوں کے درمیان کچھ مہر نہ مقرر ہو (بخاری: ۵۱۱۲، مسلم: ۱۴۱۵)۔

اگر شغار والی شادی ہوگئی تو طلاق کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک پر بغیر اس قسم کی شرط لگائے تجدید عقد لازم ہے،اور اس کے لئے نیا عقد ہو،نیا مہر ہو،اور ولی ہو،اور دو عادل گواہ ہوں۔

☆نکاح حلالہ:

یہ وہ نکاح ہے کہ کوئی آدمی کسی ایسی عورت سے جس کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اس شرط پر نکاح کرے کہ جماع کرنے کے بعد یا خلوت صحیحہ ہی کے بعد اسے طلاق دے گا، جس سے وہ اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، یا اس نے دل میں حلالہ کی نیت کی ہو، یا دونوں عقد سے پہلے اس پر متفق ہو گئے ہوں۔

یہ نکاح فاسد اور حرام ہے،اور اس نکاح سے عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال بھی نہیں ہو گی،اور جس نے بھی اس مقصد سے شادی کی وہ ملعون ہے ،جیسا کہ حدیث میں ہے ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے (طلاق دینے والے شوہر) دونوں پر لعنت بھیجی ہے (سنن النسائی: ۳۴۱۶، سنن ابی داود: ۲۰۷۶، سنن ترمذی: ۱۱۱۹، سنن ابن ماجہ: ۱۹۳۵، صحیح)۔

☆نکاح متعہ:

ایسا نکاح جو کہ آدمی ایک عارضی مدت کے لئے کسی عورت سے کرے، چاہے وہ ایک دن کا ہو یا ایک ہفتہ یا مہینہ کا ہو یا ایک سال کے لئے یا اس سے زیادہ یا اس کم ہو،اور اس کی مہر ادا کرے، پھر جب یہ مدت ختم ہو جائے تو اسے چھوڑ دے ،یہ بھی نکاح حلالہ سے کافی ملتا جلتا ہے۔

نکاح متعہ فاسد اور حرام ہے، کیونکہ اس سے عورت کو نقصان پہنچتا ہے،اور اس کی حیثیت ایک سامان کی سی ہے جو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ رلتا رہتا ہے،اور اس کا مقصد محض شہوت کی تکمیل بن کر رہ جاتا ہے، یہ ابتدائے اسلام میں ایک مختصر وقت کے لئے حلال کیا گیا تھا، پھر اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا، جیسا کہ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ

شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ، وَلا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا»(مسلم :١٤٠٦). ''اے لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی، لیکن اللہ تعالی نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے، پس جس کے پاس ایسی عورتیں ہوں وہ اپنا راستہ الگ کرلے، اور ان کو جو تم نے سامان یا مہر دیا ہے اس میں سے کچھ واپس نہ لو''۔

مسیار کے طور شادی کا حکم: مسیار والی شادی میاں وبیوی کے درمیان عقد شرعی ہے، نفقہ وسکن چھوڑ کے التزام سے ہٹ کر نکاح کے تمام ارکان وشروط پورے طور پر پائے جاتے ہیں، مثلا شوہر کی طرف سے عقد میں یہ شرط ہو کہ نفقہ، سکن، رات گذارنے کی ذمہ داری اس پر نہیں ہوگی اور وہ اس عورت کے پاس جس وقت بھی چاہے گا آئے گا، ایسے ہی عورت اس کے ان تمام شروط سے راضی ہو کر اسے اجازت دے دے، اور اگر یہ دونوں اس بات پر اتفاق کرلیں کہ شوہر نفقہ، سکن اور مبیت کی ذمہ داری پوری کرے گا تو پھر یہی تو اصل ہے۔

جب شرعی شروط پائی جائیں تو اس نکاح میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن نکاح کی یہ وہ مثالی شکل نہیں ہے جس سے شرعی مقاصد پورے ہوتے ہیں۔

مدنی شادی کا حکم:

مدنی یا شہری شادی اسے کہتے ہیں کہ مرد وعورت ایک دوسرے کے دین کو نظر انداز کرتے ہوئے باہم جسمانی تعلق قائم کرنے پر اتفاق کرلیں، اور پھر اس باہمی اتفاق کو اس ملک کے خاص محکمہ سے رجسٹریشن کرالیں۔

اور یہ شادی محض میاں بیوی کے درمیان مساوات وبرابری کی بنیاد پر قائم ہو، نہ تو عورت کے لئے کوئی مہر ہو، اور نہ ہی مرد پر کوئی ذمہ داری، اور نہ ہی عورت پر فرمانبرداری، اور نہ مرد کے لئے طلاق، نیز یہ ایسی دائمی زندگی ہے جو موت ہی سے منقطع ہونے والی ہے، اور رہی بات نان ونفقہ کی اور رہائش کی تو یہ دونوں کے باہمی اتفاق پر منحصر ہے۔

یہ نکاح بالکل باطل ہے، اور شریعت اسلامیہ سے متصادم ہے، اور تمام نکاح کے ارکان وشروط سے خالی ہے، اس پر شرعی نکاح کا اطلاق ہی نہیں ہوتا۔

صوری شادی کا حکم:

یہ ایسی کاغذی شادی ہے کہ جس میں طرفین اللہ کی اس شرعی شادی کی حقیقت کا قصد نہیں کرتے ہیں، اور صرف مصلحت کے حصول کی خاطر یا پریشانی سے بچنے کے لئے اداری خانہ پری کی جاتی ہے، یہ بھی نکاح حلالہ سے بہت ملتا جلتا ہے، یہ شادی حرام ہے کیونکہ یہ جھوٹ، حیلہ، نسل کی افزائش اور پاکدامنی سے نکاح کے اہم مقاصد سے کافی دور ہے ،اور یہ اصول ہے کہ جس کی بنیاد باطل پر ہو وہ بھی باطل ہے۔

طلاق کی نیت سے شادی کا حکم:

طلاق کی نیت سے شادی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے شادی کرے، اور دل میں یہ چھپائے ہوئے ہو کہ جیسے ہی اس کی تعلیم مکمل ہوگی طلاق دے دے گا، یا جیسے ہی اس کا عمل اس ملک میں ختم ہوگا طلاق دے دے گا، یہ نکاح درست نہیں ہے، کیونکہ طلاق کی نیت سے شادی کرنا موقت شادی کے مانند ہے، اور موقت شادی کرنا باطل ہے اس لیے کہ وہ متعہ ہے، اور متعہ حرام ہے۔

پانچویں شادی کا حکم:

جس نے چار عورتوں سے شادیاں کر رکھی ہوں اور پھر ان کی موجودگی میں پانچویں سے عقد کرے، تو یہ عقد فاسد ہے ،اور نکاح باطل ہے، اس کا فورا ختم کرنا اس پر واجب ہے، اس لئے کہ کسی بھی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ بیک وقت اپنی زوجیت میں چار سے زیادہ بیویاں رکھے۔

۲-ایسی فاسد شرطیں جن سے نکاح باطل نہیں ہوتا

یہ شرط فاسد کی دوسری قسم ہے جس سے عقد نکاح باطل نہیں ہوتا، اس کی چند مثالیں ملاحظہ کریں:

۱-اگر شوہر نے عقد نکاح میں عورت کے حقوق میں سے کسی حق کو ساقط کرنے کی شرط لگائی، مثلا اس کو مہر نہیں ملے گا ، یا اس کو نان ونفقہ نہیں دے گا، یا اس کو اس کے سوکنوں سے کم یا زیادہ دے گا، یا اس کی سوکن کو طلاق دے دے گا، تو نکاح درست ہوگا لیکن شرط باطل ہو جائے گی۔

۲-اگر شوہر نے اس سے مسلمان ہونے کی شرط لگائی، لیکن وہ اہل کتاب میں سے نکلی، یا باکرہ ہونے کی شرط لگائی لیکن وہ ثیبہ نکلی یا کسی عیب کے نہ ہونے کی شرط لگائی لیکن وہ اس کے خلاف نکلی تو نکاح صحیح ہوگا لیکن اسے فسخ کرنے کے اختیار ہوگا۔

۳-اگر کسی نے عورت سے یہ سمجھ کر شادی کی کہ وہ آزاد ہے لیکن وہ لونڈی نکلی، تو اسے اختیار ہے چاہے وہ اسے رکھے یا نکاح فسخ کر دے، اور ایسے ہی اگر کسی عورت نے کسی آزاد مرد سے شادی کی پھر وہ غلام نکلا، تو اسے بھی اختیار ہے کہ چاہے وہ اس کی نکاح میں رہے یا اسے فسخ کر دے۔

نکاح میں عیوب کا بیان

عیب سے مراد ہر وہ آفت (رکاوٹ) ہے جو میاں بیوی کے درمیان لطف اندوزی کے کمال کو روک دے یا اسے کم کر دے۔

نکاح میں عیب کی دو نوعیت ہے:

۱-وہ عیوب جو جماع سے روک دیں، مثلاً آدمی کا ذکر (عضو تناسل) یا خصیہ کٹا ہوا ہو، یا وہ نامرد ہو، یا عورت کی شرم گاہ اصل خلقت میں بند ہو، یا کسی وجہ سے بند ہو گیا ہو، یا شرم گاہ سے نکلنے والی دھات لذت جماع کو روک دے وغیرہ۔

۲-وہ عیوب جو جماع سے تو نہ روکیں لیکن عورت یا مرد کے دل میں کراہت پیدا کرنے والے ہوں، جیسے برص، کوڑھ، ناسور، بواسیر، جنون کی بیماری، یا شرم گاہ میں بہنے والا زخم وغیرہ۔

نکاح میں عیوب کے چند مسائل

☆جو عورت اپنے شوہر کا عضو تناسل کٹا ہوا پایا یا اتنا حصہ باقی رہ گیا ہے جس سے جماع (اندر داخل ہونا) ممکن نہیں تو وہ نکاح فسخ کر سکتی ہے، لیکن اگر وہ جانتی تھی اور عقد سے پہلے اس پر راضی تھی یا دخول کے بعد راضی رہی تو فسخ نہیں کر سکتی۔

☆اگر میاں بیوی میں کسی کے اندر ایسا عیب پایا جاتا ہے جسے دوسرا ناپسند کرتا ہے جیسے برص کی بیماری، گونگا پن، شرم گاہ میں عیب، یا شرم گاہ میں بہنے والا زخم، پاگل پنی، جذام، سلسل بول، ٹی بی، منھ یا جسم سے بدبو، وغیرہ جیسی بیماری ہو

تودوسرے کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے، لیکن اگر عیب پر راضی رہ کر عقد کیا ہے تو اسے اختیار نہیں ہوگا، اور اگر عقد کے بعد عیب پیدا ہوا تو دوسرے کو اختیار حاصل ہے۔

☆اگر ذکر کردہ عیوب میں سے کسی عیب کی وجہ سے نکاح فسخ ہوا ہے اور دخول سے پہلے ہوا ہے تو عورت کو کوئی مہر نہیں ملے گا، اور اگر دخول کے بعد ہوا ہے تو وہ اس مہر کا حق دار ہے جو شادی کے وقت مقرر ہوا تھا، اور شوہر اس آدمی سے اپنا مہر واپس لے گا جس نے اسے دھوکا دیا ہے۔

☆عنین: وہ شخص جو دخول (Intercourse) کی قدرت نہ رکھے، اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اس طرح پائے تو ایک سال تک اسے مہلت دے، اگر اس دوران وہ جماع پر قادر ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ عورت کو فسخ نکاح کا حق ہے۔

کفار کی شادی کا بیان

کفار سے مراد اہل کتاب اور ان کے علاوہ مجوس، بت پرست وغیرہ ہیں، ان کی شادی بھی اسی طرح ہے جس طرح مسلمانوں کی شادی ہے، اور طلاق، ظہار، نفقہ، ایلاء، مہر وغیرہ میں ان کے لئے وہی احکام ہیں جو مسلمانوں کے لئے ہیں، اور ان پر بھی وہی عورتیں حرام ہیں جو مسلمانوں پر حرام ہیں۔

کفار اپنے فاسد نکاح پر دو شرطوں پر باقی رکھے جائیں گے:

۱-وہ اس کو اپنے دین کے مطابق صحیح سمجھتے ہوں۔

۲-وہ اپنا مقدمہ ہمارے پاس نہ لائیں، اگر وہ اپنا مقدمہ ہمارے پاس لائیں گے تو ان کا فیصلہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق کیا جائے گا۔

کفار کے عقد نکاح کی نوعیت

اگر کفار عقد نکاح سے پہلے ہمارے پاس آئیں تو ہم اپنی شریعت کے مطابق (ایجاب وقبول، ولی اور دو عادل گواہوں کی موجودگی وغیرہ شرطوں پر) شادی کرادیں گے، اور اگر وہ عقد نکاح کے بعد آئیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس عورت سے

شادی کرنے میں موانع نکاح میں سے کوئی مانع تو نہیں ہے، تو اس کی شادی برقرار رکھیں گے، اور اگر کوئی مانع پائی گی تو جدائی کرادی جائے گی۔

کافرہ عورت کا مہر:

اگر کافرہ کے لئے کوئی مہر مقرر کیا گیا اور اس نے اس کو حاصل کر لیا تو وہی اس کا مہر ہے، چاہے صحیح چیز کی شکل میں ہو یا فاسد جیسے شراب یا سور وغیرہ، اور اگر اس کو حاصل نہیں کیا ہے اور وہ صحیح ہے تو اسے لے لے، اور اگر فاسد ہے تو اسی کے مثل صحیح مال مہر لے لے، اور اگر مہر ہی مقرر نہیں تھا تو صحیح مال مہر کے لئے مقرر کر دیا جائے۔

کفار کی شادی کے چند مسائل

☆اگر میاں بیوی ایک ساتھ اسلام قبول کر لیں، یا کتابیہ (یہود و نصاری) کا شوہر اسلام لے آئے تو دونوں اپنی شادیوں پر برقرار رہیں گے۔

☆اگر کافرہ عورت مسلمان ہو جائے اور اس کے کافر شوہر نے ابھی تک دخول (جماع) نہیں کیا ہے تو نکاح باطل ہو جائے گا اس لئے کہ مسلمان عورت کافر کے لئے حلال نہیں۔

☆اگر کافر میاں بیوی میں سے کوئی ایک دخول (جماع) کے بعد اسلام قبول کرے، تو نکاح موقوف کر دیا جائے گا، پس اگر شوہر نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اس کی بیوی رہے گی، اور اگر عورت نے اسلام قبول کیا ہے، اور اس کی عدت ختم ہو گئی ہے اور اس کا شوہر اسلام نہیں لایا تو عورت کو اختیار ہے چاہے وہ کسی دوسرے سے شادی کر لے یا شوہر کے اسلام کا انتظار کرے (اگر وہ اس سے محبت کرتی ہے) پھر اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اس کی بیوی رہے گی، اور نئے طریقوں سے نکاح کرنے اور مہر متعین کرنے کی ضرورت نہیں، بہر حال وہ اپنے آپ کو اس کے سپرد اس وقت تک نہ کرے جب تک کہ وہ اسلام قبول نہ کر لے۔

☆میاں بیوی میں سے اگر دونوں مرتد ہو جائیں یا ان میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے پس اگر دخول سے پہلے مرتد ہوا ہے تو نکاح باطل ہو جائے گا، اور اگر دخول کے بعد مرتد ہوا ہے تو معاملہ اختتام عدت پر موقوف ہو گا اگر دوران عدت

اس نے توبہ کرلیاتو میاں بیوی دونوں رہیں گے ،اور اگر توبہ نہیں کیاتو عدت گذرنے کے بعد نکاح فسخ ہوجائے گا،اور اگر شوہر اسلام لے آئے اور اس کے نکاح میں کتابیہ ہو تو نکاح باقی رہے گااور اگر اس کے نکاح میں کافر عورت ہو تو اگر وہ اسلام لے آئے تو نکاح میں باقی رہے گا،اور اگر اسلام نہ لائے تو اسے چھوڑ دے۔☆اگر کافر اسلام لے آئے اور اس کی نکاح میں چار سے زائد بیویاں ہوں اور وہ بھی اسلام لے آئیں تو ان میں سے صرف چار کو رکھے۔
☆اور اگر کوئی کافر اسلام قبول کرلے اور اس کی نکاح میں دو سگی بہنیں ہوں یا پھوپھی اور خالہ ایک ساتھ نکاح میں ہو ں تو ان میں سے ایک کو اختیار کرے۔

نکاح میں مہر کا بیان

اسلام نے عورت کا مرتبہ بلند کیا،اور مال کے مالک ہونے میں اسے حق دیا،وراثت میں اس کا حصہ مقرر کیا،اور شادی کے وقت اس کے لئے مہر کو فرض کیا،اور اس کی ذمہ داری مردوں پر رکھی کہ اس حق کی ادائیگی کے ذریعہ اس کی تکریم کریں،اس کے احساس کا خیال کریں،اس کی قدر و قیمت کو پہچانیں،اور اس سے لطف اندوز ہونے کے عوض مال دیکر اس کے دل کو شادمانی سے بھر دیں،اور اپنے قوام ہونے پر اسے راضی کرلیں۔

مہر کی تعریف:

وہ واجب عوض ہے جو شوہر کی طرف سے عقد کے وقت ہونے والی بیوی کو دیا جاتا ہے۔

مہر کا حکم: شریعت میں مہر کا مقام وجوب کا ہے۔

عورت کے مہر کی مقدار:

جس چیز کی قیمت لگائی جاسکتی ہو اسے مہر بنانا درست ہے،شریعت میں مہر کی کوئی متعین مقدار موجود نہیں کیونکہ آدمی کی اپنی مالی حالت کے پیش نظر کم یا زیادہ دینے کا اختیار ہے،زیادہ میں شرط یہ ہے کہ وہ اسراف اور فخر کے طور پر نہ ہو ،اور رہی بات خاندان رسول ﷺ کے مہر کی تو آپ کے بیویوں کا مہر پانچ سو درہم تھا،جو موجودہ دور میں سعودی ریال کے مطابق (۱۴۰)ریال کے قریب بنتا ہے،اور آپ کے بیٹیوں کا مہر چار سو درہم جو سعودی ریال کے مطابق

حالیا(۱۱۰) ریال کے قریب بنتا ہے،اور نبی اکرم ﷺ ہمارے لئے نمونہ ہیں، شادی کو آسان سے آسان تر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم سب معاشرتی برائیوں پر قابو پاسکیں اور ایک مثالی معاشرہ بناسکیں۔

مہر کی ادائیگی کا وقت :

عقد نکاح کی وقت پورے مہر کی ادائیگی کرنا مستحب ہے،اور بعض حصے کی ادائیگی میں تاخیر بھی جائز ہے، لیکن اسے پوری زندگی ادانہ کرنا ظلم اور حرام ہے۔

بیوہ کے مہر کی مقدار:

اگر عقد کے بعد شوہر مرجائے،اور دخول (جماع) نہ کیا ہو تو اس کی بیوہ کو آدھا مہر ملے گا،اور اگر وہ آدھا بھی معاف کرنا چاہے تو معاف کرسکتی ہے،اور اگر شوہر کی طرف کے ذمہ دار پورا مہر بھی ادا کرنا چاہیں تو بطور احسان دے سکتے ہیں، اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

مہر کے متعلق چند مسائل

☆مہر مرد پر ادا کرنا ہے نہ کہ عورت پر، عورت کا مرد کو مہر دینا حرام و ناجائز ہے،اور یہ جاہلیت کے ظالمانہ رسم ورواج میں سے ہے، شریعت اسلامیہ کے مخالف اور عورتوں کو بڑے نقصان سے دوچار کرنا ہے۔

☆مہر کے زیادہ مطالبہ کرنے کی بنیاد پر میاں بیوی کے مابین واقع ہونے والے بغض سے بچنے اور شوہر کو قرض دار بنانے اور اسے لوگوں کے سامنے دست پھیلانے سے بچانے کی خاطر مہر میں آسانی کرنا وقت کی ضرورت ہے ۔

☆جس بھی چیز کی قیمت لگائی جاسکے اسے مہر میں دینا جائز ہے، جیسے سونا، چاندی، ہیرے موتی، زمین، فلیٹ، دوکان، کیش وغیرہ۔

☆اگر آدمی نے اپنی بیوی کو دخول (جماع) سے پہلے یا خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے دی،اور اس کا مہر مقرر کیا جاچکا تھا، تو عورت کا اس کا نصف (آدھا) ملے گا، الا یہ کہ عورت اپنا یہ حق معاف کردے،اور اگر مہر مقرر ہونے سے پہلے جدائی ہوئی تو عورت کو کچھ نہیں ملے گا۔

☆اگر جدائی عورت کی طرف سے دخول سے پہلے حاصل ہو جیسے وہ مرتد ہو جائے، یا شوہر میں عیب ہونے کی وجہ سے نکاح توڑلے تو عورت کو کچھ بھی مہر نہیں ملے گا۔

☆موجودہ دور میں عورت کے اہل خانہ سے جہیز کی شکل میں جس مال کا مطالبہ کیا جاتا ہے وہ شرعا حرام ہے، کیونکہ اس کے اہل خانہ کا اسے شوہر کے حوالے کرنا ہی اس کے حق میں دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے، لہذا یہ شوہر پر واجب ہے کہ اس نعمت کے حصول کے بعد خوشی کے اظہار میں لوگوں کو کھلائے پلائے، اور انھیں ہدایا و تحائف سے نوازے۔

نکاح کے آداب

۱-خطبہ نکاح

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ »

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ﴾ (آل عمران:۱۰۲)

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلۡأَرۡحَامَۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيبٗا﴾ (النساء:۱)

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدٗا ۝٧٠ يُصۡلِحۡ لَكُمۡ أَعۡمَٰلَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب:۷۰-۷۱)

أَمَّا بَعْدُ! « فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ»(مسلم:۸۶۷)۔

۲-دعوت ولیمہ

شادی کے موقع پر خاوند کی طرف سے جو ضیافت پیش کی جاتی ہے اسے ولیمہ کہتے ہیں۔

متفقہ طور پر اہل علم کے نزدیک ولیمہ کرنا سنت ہے، بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے چونکہ اس کا حکم دیا ہے، اور اس دعوت ولیمہ کے قبول کرنے کا بھی حکم دیا ہے اس بنا پر یہ واجب ہے، جیسا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» "ولیمہ کرو چاہے ایک ہی بکری کے ذریعہ" (بخاری: ۲۰۴۸، مسلم: ۱۴۲۷)۔ اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ازواج مطہرات میں سے زینب، صفیہ، اور میمونہ بنت الحارث رضي الله عنهن کا ولیمہ کیا تھا۔

دعوت ولیمہ میں شرکت کی چند شرطیں:

۱-وہ پہلا ولیمہ ہو کیونکہ اہل ثروت ایک شادی کے کئی ولیمے کرتے ہیں، اور اس سے ان کے بہت سارے دنیاوی مقاصد مربوط ہوتے ہیں، بالخصوص شہرت طلبی وریاکاری وغیرہ۔

۲-دعوت دینے والا مسلمان ہو۔

۳-دعوت دینے والا ان نافرمانوں میں سے نہ ہو جو شب وروز علی الاعلان اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں۔

۴-محتاجوں کو چھوڑ کر صرف مخصوص مالداروں (V I P) کو دعوت دی گئی ہو۔

۵-دعوت ولیمہ میں خلاف شریعت کام نہ ہو جیسے شراب نوشی، گانا بجانا، میوزک، ڈانس اور اختلاط وغیرہ۔

ولیمہ کا وقت:

نکاح کے دن یا اسکے بعد، یا شب زفاف کے دن یا اس کے بعد، عموما اس کا تعلق علاقائی رسم ورواج سے ہے، اور ولیمہ چاہیں دن میں کریں یا رات میں، خاوند کے گھر ہو یا بیوی کے گھر، یا شادی حال میں ہو، کہیں بھی کیا جاسکتا ہے۔

۳-میاں بیوی کے لئے دعا کرنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کو شادی کی مبارکباد دیتے تو ان الفاظ میں دیتے: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ» "اللہ تمہارے لیے اور تم پر برکت فرمائے، اور تمہیں خیر میں اکٹھا کرے" (ابوداود: ۲۱۳۰، صحیح)۔

۴-بیوی سے پہلی ملاقات کی کیفیت اور دعا

شب زفاف میں دولہااور نئی نویلی دلہن کی ملن ازدواجی زندگی کاایک نیاباب کھولتی ہے، شریعت اسلامیہ نےاس نئی اور پہلی ملاقات کے انداز اور کیفیت کو یوں بیان کیا کہ شوہر قفس زوجیت میں داخل ہوتے وقت اس کی پیشانی کے بالوں پراپنادست شفق رکھے،اوراللہ سے یوں دعا گوہو: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ»''اے اللہ میں تجھ سے اس(عورت)کی بھلائی کاسوال کرتاہوں،اوراس چیز کی بھلائی کاسوال کرتاہوں جس پر تونےاسے پیدا کیاہے،اور میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتاہوں اوراس چیز کے شر سے بھی تیری پناہ میں آتاہوں جس پر تونےاسے پیدا کیاہے'' (ابوداود: ۲۱۶۰،حسن)۔

۵-میاں بیوی کے درمیان کے راز افشاکرنے کی ممانعت

میاں بیوی کی تنہائی کی باہمی گفتگو کااظہار کرنادونوں کے لئے جائز نہیں،اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کاارشاد ہے: «إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا»''اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اس آدمی کامقام بہت ہی براہوگا،جواپنی بیوی کے پاس (ہمبستری کے لئے)جاتاہےاور وہ اس کے پاس جاتی ہے،اور وہ پھراس کی راز بیان کرتاہے'' (مسلم:۱۴۳۷)۔

٦-شادی کے آئیڈیو وویڈیو گرافی کرناحرام ہے

موجودہ دور میں بہت کم شادی کی محفلیں ہوں گی جہاں پر فوٹو گرافی بڑے شدومد کے ساتھ نہ کی جارہی ہو، بالخصوص اہل ثروت کی شادیوں میں توپل پل کی اور کونے کونے کی، اور تمام سرگرمی کی حتی کہ دولہاودولہن کے مخصوص حرکات وسکنات تک کی بھی فوٹو گرافی کی جاتی ہے،اوراس پر لاکھوں روپئے کی بھینٹ چڑھادی جاتی ہے،اسی پر بس نہیں بلکہ اس ویڈیو کے ساتھ فلمی نغموں کوسیٹ کر کے شادی کوایک پیار ومحبت کی فلم بناکر دوست واحباب میں تقسیم کی جاتی ہے، معاشرے میں اس کے نقصانات کااندازہ لگاناانتہائی مشکل ہے، اوراس کے پاداش میں پیداہونے والی فحاشی اور بے حیائی توآگ کے لئے گندھک کاکام کرتی ہے،شریعت اسلامیہ اسے ہراعتبار سے حرام قرار دیتی ہے۔

۷-دف اور غنا کے ذریعے شادی کی تشہیر کرنا

مرد وعورت کے مابین نکاح کا اعلان کرنا مسنون ہے، اور معاشرے میں اس کے دوررس فوائد ہیں، اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نئے جوڑے کا شادی کے بعد ایک ساتھ نکلنے کی صورت میں معاشرہ شک وشبہ کے دل دل سے نکل جائے گا، اور اس پاکیزہ رشتہ پر انگشت نمائی نہیں ہوگی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ” حلال اور حرام نکاحوں کے درمیان دف (تبلہ) بجانے اور آواز (گانے) سے فرق ہوتا ہے “۔(ترمذی:۱۰۸۸، حسن)۔

جماع کے آداب

جماع کے چند آداب ہیں جس کی شریعت نے ترغیب دی ہے، تاکہ اسے اختیار کرکے ہم نکاح کے اہم مقاصد تک پہنچ سکیں، اور اپنی ازدواجی زندگی کو خوش گوار وکامیاب بناسکیں، اور ان کی تفاصیل درج ذیل ہیں:

۱-جماع سے پہلے خوشبو لگانا: صحیحین میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگاتی اور پھر آپ ﷺ اپنی بیویوں کے پاس جاتے۔

۲-جماع سے قبل بیوی سے بے تکلف بوس وکنار ہونا، تاکہ شہوت بیدار ہو اور دونوں جماع سے لطف اندوز ہوسکیں۔

۳-جماع کے وقت دعا پڑھنا: صحیحین میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب بھی کوئی اپنی بیوی سے جماع کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے: « بِاسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ ،وَجَنِّبْ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا » ”بسم اللہ، اے اللہ! تو ہمیں شیطان سے دور کردے، اور جو تو ہمیں عطا کرنے والا ہے اسے بھی شیطان سے دور فرمادے“، پھر اس کے نتیجہ میں اللہ اگر ان دونوں کو اولاد نصیب فرمائے تو شیطان اسے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچاسکے گا“ (بخاری:۶۳۸۸، مسلم:۱۴۳۴)۔

۴-جماع کا جائز طریقہ اختیار کرنا: جماع بیوی کے صرف اس شرمگاہ میں جائز ہے جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے، اب اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ اس میں وہ جماع کا جو طریقہ چاہے آسودگی کی خاطر اپنالے، سامنے سے یا پیچھے سے، یا جھکا کر بٹھا کر یا لٹا کر وغیرہ، بیوی کے پاخانے کی جگہ میں جماع کرنا حرام اور غیر انسانی فطرت ہے، اور حدیث میں اس کی سخت

وعید آئی ہے،اس لئے اس حرکت سے باز آنا واجب ہے۔۵-شوہر اپنی خواہش پوری ہونے کے بعد بیوی سے اس وقت تک الگ نہ ہو جب تک کہ اس کی بھی خواہش پوری نہ ہو جائے،اور اسے آسودگی محسوس ہونے لگے۔

٦-عورت کی ناپاکی کی حالت (حیض و نفاس) میں جماع سے دور رہے،اس حالت میں جماع کرنا حرام ہے۔

٧-جماع کے بعد دونوں پر غسل واجب ہے گرچہ منی خارج نہ ہو، صرف بلا حائل سپاری اندر جانے سے غسل واجب ہے۔

حقوق زوجیت کا بیان

شوہر پر بیوی کے حقوق:

☆بیوی بچوں پر خرچ کرنا شوہر پر واجب ہے جیسے کھلانا پلانا، کپڑے ورہائش کا بندوبست کرنا،اور انکی تعلیم، دواوعلاج۔

☆بیوی کے ساتھ اچھے برتاؤ کرنا، نرمی اور بشاشت سے پیش آنا،اس کے غصہ کے وقت عفو در گذر سے کام لینا، روٹھنے پر اسے منانا، اگر اس کی طرف سے کوئی جفا ہو جائے تو برداشت کرنا، گھر کے کام میں اس کی مدد کرنا،اس کے چہرے پر نہ مارنا، اسے گالیاں نہ دینا، اس سے اس مقدار میں استمتاع کرنا جس سے اسے تکلیف نہ ہو، اور واجب کی ادائیگی میں اس کے لئے آڑے نہ آئے۔

بیوی پر شوہر کے حقوق:

شوہر کا حق یہ ہے کہ بیوی اس کی خدمت کرے،اس کے مال وگھر کی حفاظت کرے،اس کی اولاد کی پرورش وتربیت کرے،اس کے ساتھ خیر خواہی کرے، خود اپنے نفس کی حفاظت کرے،اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئے،اس کے لئے بناؤ سنگار کرے،اس کو سدا خوش رکھے،ان تمام کاموں میں شوہر کی بات مانے جن میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو، شوہر کی ناپسندیدہ چیزوں سے بچے،اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے،اس کے راز کو ظاہر نہ کرے،اس کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر بیجا تصرف نہ کرے، اپنے شوہر کی کرامت کا خیال رکھے،اس کی بیماری یا پریشانی کے وقت اس کی مدد کرے وغیرہ۔

عورت کے متعلق چند مسائل

☆عورت جب تک حیض یا نفاس کی ناپاکی سے پاک نہ ہو جائے اس سے ہمبستری کرنا حرام ہے۔

☆اگر کوئی دوسری شادی باکرہ سے کرے اور اس کی دوسری بیویاں بھی پہلے سے ہوں تو شادی کے ابتدائی ایام اس کے ساتھ سات دن گذارے، اس کے بعد دوسری بیویوں میں باریاں تقسیم کرے، اور اگر شادی شدہ خاتون سے نکاح کیا ہے تو تین راتیں گذارنے کے بعد باریاں تقسیم کرے۔

☆اگر ایک شخص کے پاس ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے لئے الگ الگ گھر مقرر کرنا بہتر ہے، اور اگر وہ ایک ساتھ رہنے پر راضی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

☆بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا شوہر پر واجب ہے، اور عدل کا مطلب ہے کہ باریاں، شب باشی، نفقہ، رہائش، معاملات میں مساوات ہو، اور رہی بات ہمبستری کی تو اس میں عدل واجب نہیں، اگر اس میں بھی عدل کر سکے تو بہتر ہے، کیونکہ یہ دل کے میلان کا معاملہ ہے جو انسان کی ملکیت سے باہر ہے۔

☆اگر شوہر جماع کے لئے بیوی کو بستر پر بلائے، تو بلا عذر بیوی کا اس کے پاس آنے سے انکار کرنا حرام ہے۔

☆کسی بھی اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا، تنہائی میں اس سے ملنا، اس سے گلے ملنا، اس سے بوس وکنار ہونا، سب حرام ہے، چاہے وہ اجنبی عورت جوان ہو یا بوڑھی، یا وہ آدمی بوڑھا ہو یا جوان، آمنے سامنے سے ملے یا پردے کی آڑ سے۔

☆عورت کا تنہا بلا محرم سفر کرنا چاہے وہ کار سے ہو یا جہاز، کشتی، ٹرین یا دیگر وسائل سے ہر حال میں حرام ہے۔

☆عورت کا شرعی پردہ اختیار کرنا واجب ہے، اس کی نوعیت یہ ہے کہ پردے کا کپڑا موٹا ہو، تنگ نہ ہو، جذاب نظر نہ ہو، معطر نہ ہو، شہوت ابھارنے والا نہ ہو، مردوں اور کافرہ عورتوں کے پوشاک کے مشابہ نہ ہو، صلیبی علامتوں اور تصویریں سے خالی ہو۔ ☆ضرورت پڑنے پر عورت ڈاکٹر، قاضی، وغیرہ کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے۔

☆مردوں کے ساتھ عورتوں کا اختلاط جائز نہیں، چاہے وہ کالج ہوں یا ہاسپٹل، یا آفسیں وغیرہ۔

☆غیر محرم سے عورت کا مکمل پردہ کرنا واجب ہے جیسے بہنوئی، چچازاد، اماموزاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائی وغیرہ۔

حمل(Pregnancy)اور ولادت (Delivery)کے احکام

عورت کا حمل: اللہ کے حکم سے عورت کے یہاں ہر مہینہ ایک بیضہ بنتا ہے، جب اس بیضہ میں حمل ٹھہرنے کا وقت ہوتا ہے تو مرد و عورت کا نطفہ (پانی) مل جاتا ہے، اور پھر عورت حاملہ ہو جاتی ہے، اسی کو قرآن نطفہ امشاج (ملا جلا نطفہ) بتاتا ہے۔

حمل کی مدت: حمل کی کم سے کم مدت چھ (٦) ماہ ہے، اور اکثر مدت نوماہ چند ہفتے، اس سے زیادہ کا وقوع بالکل نادر ہے، اور جو نادر ہو اس کا کوئی حکم نہیں ہوتا۔

نطفہ ضائع (Abortion) کرانے کا حکم: کسی شرعی عذر یا ضرورت کے پیش نظر چالیس دن سے پہلے پہلے جائز دواؤں کے ذریعہ حمل ضاع کرانا جائز ہے، شوہر کی اجازت شرط ہے، اور کثرت اولاد کے خوف سے یا کھلانے پلانے کے ڈر سے حمل ضائع کرانا حرام ہے، کیونکہ اس عمل سے بندے کا اپنے رب سے بدگمانی ثابت ہوتی ہے، اور رہی بات مانع حمل دوا استعمال کرنے کی تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر کے سطور میں ذکر کیا گیا۔

تلقیح (ICSI) کے ذریعہ بچہ پیدا کرنے کا حکم

(Intracytoplasmic sperm injection)

موجودہ طبّی ترقی کے دور میں حمل وولادت کے نت نئے مسائل لوگوں کو درپیش ہیں اسی کے پیش نظر چند مسائل یہاں بیان کئے جارہے ہیں تاکہ لوگوں کو حرام و حلال کا علم ہو سکے:

١-اگر کوئی عورت دوا جنبی کے پانی (نطفہ) سے یا ایک کے پانی اور دوسرے کے انڈے سے حاملہ ہوئی ہے تو یہ حمل شرعاً حرام ہے۔

٢-اگر عورت عقد زوجیت ختم ہونے کے بعد اپنے شوہر کے پانی سے ہی حاملہ ہوئی ہے تو یہ بھی حرام ہے، خواہ وہ عقد زوجیت وفات کی وجہ سے یا طلاق کی وجہ سے ہو۔

۳-اگر نطفہ میاں بیوی کا ہو لیکن رحم کسی دوسرے کا ہو تو یہ بھی حرام ہے۔

۴-اگر نطفہ میاں بیوی کا ہو اور اسے اس کی دوسری بیوی کے رحم میں ڈالا جائے تب بھی حرام ہے، چاہے تلقیح داخلی ہو یا خارجی ہو۔

۵-اگر نطفہ میاں بیوی کا ہو اور اسے دوسری بیوی کے رحم میں داخل کیا جائے جو بیضہ (انڈے) والی ہو چاہے تلقیح خارجی ہو یا داخلی (ٹیوب میں ہو یا اندر) پھر اسے وہاں سے نکال کر دوسری بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے جس کا نطفہ تھا تو یہ مضطر کے لئے جائز ہے، لیکن اس میں بھی کافی خطرات ہیں، اس کام کے انجام دینے والے کے دین وعلم پر بھروسہ کرنا مشکل ہے۔

۶-اگر ڈاکٹر قابل اعتماد ہو اور میاں بیوی اپنے نطفہ سے بچہ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو نطفہ کو انجکشن کے ذریعہ ڈال کر بچہ پیدا کرنے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔

طلاق کا بیان

طلاق کا لغوی معنی: الگ ہونا، چھوڑ دینا۔

طلاق کا شرعی معنی:

شادی کے کامل بندھن یا اس کے بعض حصے کو کھول دینا یا توڑ دینے کو طلاق کہتے ہیں۔

طلاق کا حکم:

حالات کی تبدیلی کے پیش نظر طلاق کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے، اور اس کی درج ذیل شکلیں ہیں:

۱-بیوی کی بد خلقی، سوء معاشرت، جماع سے روکنے والی بیماری کی صورت میں شوہر کے لئے طلاق دینا مباح ہے۔

۲- اگر میاں بیوی کی زندگی خوش گوار حالت میں ہو، یا میراث سے بیوی کو محروم کرنے کا ارادہ ہو تو ایسی حالت میں طلاق دینا حرام ہے۔

۳-جب بیوی کا شوہر کے ساتھ بقا نقصان دہ ہو یا ضرر کا اندیشہ ہو یا شوہر کو بیوی ناپسند کرے، یا ٹھیک شوہر بھی بیوی کے تعلق سے اسی کا شکار ہو تو طلاق دینا مستحب ہے۔

۴-اگر بیوی نماز نہ پڑھے یا جس کی پاکدامنی داغدار ہو، اور وہ نہ تو توبہ کرنے پر اور نہ ہی نصیحت قبول کرنے پر آمادہ ہو، اور اس شادی کے دوام سے دونوں کو ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو طلاق دینا واجب ہے۔

طلاق کی مشروعیت کی حکمت:

نکاح کی مشروعیت کا اصل مقصد ازدواجی زندگی میں استقرار قائم کرنا، میاں وبیوی کے درمیان پاکیزہ الفت ومحبت کا پروان چڑھنا، ہر ایک دوسرے کے لئے پاکدامنی کا سعی پیہم کرنا، افزائش نسل میں اعلی کردار نبھانا، اور ایک دوسرے کے کام آنا ہے، لیکن اگر یہ مصالح فوت ہو جائیں، نیتوں میں فساد برپا ہو جائے، طبیعتوں میں نفرت جگہ لے لے، ایک ساتھ جینا دوبھر ہو جائے، تو ایسی صورت میں شریعت نے ان دونوں کی جدائی کے لئے طلاق کا نہایت مناسب راستہ نکالا جس کے ذریعہ وہ شادی کی بندھنوں سے باہر آجائیں، اسی خوبی کی وجہ سے مسلم معاشرے میں خودکشی، اور میاں و

بیوی کے درمیان ہونے والے اختلاف کی وجہ سے قتل وغارت جیسے بھیانک جرائم کے واقعات دوسرے سماج کے مقابلے میں مسلم سماج میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

طلاق دینا کس کا حق؟:

اسلام نے طلاق دینے کا حق صرف مردوں کو دیا ہے کیونکہ شادی کا اور زوجیت کا پورا خرچ وہی اٹھاتے ہیں، اس لئے وہ زیادہ حریص ہوتے ہیں کہ رشتے باقی رہ جائیں، اور دوسری حکمت یہ ہے کہ مرد عورت کے مقابلے میں زیادہ متحمل مزاج ہوتے ہیں جبکہ عورتیں بے صبری، ناقصات العقل، کوتاہ نظر، جذباتی، اور غصہ سے جلد مشتعل ہونے والی ہوتی ہیں، اسی مصلحت کے پیش نظر یہ حق مردوں کو دیا گیا۔

طلاق کس صورت میں واقع ہوگی؟:

ہر بالغ عاقل صاحب اختیار کی جانب سے طلاق واقع ہوگی، جبرا دلائی گئی طلاق واقع نہ ہوگی، اور نہ ہی نشہ کی حالت میں بولی گئی طلاق، اور نہ ہی غصہ کی حالت میں کہی گئی طلاق جب اسے یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، خطا، غفلت، نسیان اور پاگل پنی کی حالت میں بھی دی گئی طلاق واقع نہ ہوگی اور واضح ہو کہ طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو ہے یا اسے جسے وہ اپنا وکیل بنادے۔

جن حالتوں میں بیوی کو طلاق دینا حرام ہے:

☆جب عورت حیض کی حالت میں ہو۔☆اس طہر میں طلاق دے جس میں اس کے ساتھ جماع کیا ہو، اور اس کا حمل واضح نہ ہوا ہو۔☆ایک ہی لفظ میں اور ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی ہو۔

طلاق کے الفاظ:

لفظ طلاق کی دونوعیت ہے:

ا-طلاق صریح: ایسے الفاظ جس سے طلاق ہی سمجھی جائے اور اس سے طلاق کے علاوہ کا احتمال نہ ہو جیسے کوئی کہے میں نے تمہیں طلاق دی، یا یہ ایسا کہے، تو طلاق والی ہے یا تو مطلقہ ہے، وغیرہ۔

۲-طلاق کنایہ: ایسے الفاظ جو طلاق اور اس کے علاوہ کا احتمال رکھیں، مثلا یہ کہے تو بائن (جدا رہو) یا اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ، وغیرہ۔

واضح رہے کہ صریح لفظ کے استعمال کی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی، اور کنایہ استعمال کرنے کی صورت میں طلاق اسی وقت نافذ ہو گی جب اس کے ساتھ ساتھ طلاق کی نیت بھی کی ہو، مثلا کسی نے اپنی بیوی سے کہا، تو میرے اوپر حرام ہے، تو یہ اس کی نیت کے اعتبار سے ہے اگر اس نے اس سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق واقع ہو گی، اور اگر اس نے طلاق کی نیت نہیں ہے تو پھر اس پر قسم کا کفارہ ہے، اور اگر اس نے ظہار کی نیت کی ہے تو اس پر کفارہ ظہار ہے۔

جدید وسائل کے ذریعہ طلاق دینے کا حکم:

موبائل کے ذریعہ بھیجے گئے SMS یا ٹیلی فون کال یا ایمیل، یا فیکس یا فیس بوک، واٹس اپ، یا اس کے علاوہ جدید وسائل کا استعمال کرتے ہوئے اس کے ذریعہ بھیجی گئی طلاق واقع ہو جائے گی، شرط اتنی ہے کہ بھیجنے والا یا کال کرنے والا شوہر ہی ہو، اور اس سے اپنی بیوی کی طلاق کا قصد کرنے والا ہو، طلاق کے لئے استعمال کئے گئے الفاظ صریح اور واضح ہوں، اور بیوی تک اس کی رسائی کی پکی خبر شوہر کو حاصل ہو۔

سنی اور بدعی طلاق کا بیان

سنی طلاق کی صورتیں:

سنی طلاق ایسی طلاق ہے جو اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے مشروع کردہ طریقے پر دی جائے، اور اس کی تین شکل ہے:

پہلی شکل:

شوہر اپنی اس بیوی کو جس سے وہ جماع کر چکا ہے ایک طلاق اس کی اس پاکی کی حالت میں دے جس پاکی میں اس نے اس سے ہمبستری نہ کی ہو، اور جب تک وہ عدت میں رہے اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، اور اس کی عدت تین حیض ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾(الطلاق: ۱)

" اے نبی! (لوگوں سے کہہ دو) جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت میں طلاق دو"۔

اگر ایک طلاق دینے کے بعد تین حیض کی عدت ختم ہو جائے اور اس کے دوران شوہر نے رجوع نہیں کیا تو وہ طلاق بائن ہو جائے گی، اور وہ بیوی اس کے لئے حرام ہو جائے گی، اور پھر اگر اس نے کسی دوسرے سے شادی نہیں کی اور پہلا شوہر اپنی زوجیت میں دوبارہ لانا چاہتا ہے تو نئے عقد اور مہر کے ساتھ دوبارہ لا سکتا ہے، اور اگر وہ عدت میں رجوع کر لیتا تو وہ اس کی بیوی باقی رہتی۔

اور اگر اسے دوسری بار طلاق دینا چاہتا ہے تو پہلی دفعہ کی طرح طلاق دے، ہاں اگر اس کی تین حیض کی عدت میں رجوع کر لیتا ہے تو اس کی بیوی باقی رہے گی، اور اگر عدت ختم ہو جائے اور رجوع نہ کرے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی، پھر اگر اس نے کسی سے شادی نہیں کی اور پہلا شوہر پھر اسے اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے تو نکاح و مہر جدید کے ساتھ دوبارہ لا سکتا ہے۔

اور پہلے کی طرح دو طلاق دینے کے بعد اگر اس نے تیسری طلاق دے دی تو اب وہ اس کے لئے ہمیشہ کے لئے بائن ہو جائے گی اور اس وقت تک اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک کہ وہ کسی آدمی سے نکاح صحیح نہ کر لے، اور وہ اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے یا وہ مر جائے، تبھی یہ اپنے پہلے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے، طلاق دینے کا یہی سنت کا طریقہ ہے، جس میں تعداد اور وقت دونوں کا اعتبار کیا گیا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِۖ فَإِمۡسَاكُۢ بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحُۢ بِإِحۡسَٰنٖۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمۡ أَن تَأۡخُذُواْ مِمَّآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ شَيۡـًٔا إِلَّآ أَن يَخَافَآ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِۖ فَإِنۡ خِفۡتُمۡ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيمَا ٱفۡتَدَتۡ بِهِۦۗ تِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَعۡتَدُوهَاۚ وَمَن

يَتَعَدَّ حُدُودَ ٱللَّهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٢٢٩﴾ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُۥۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَآ أَن يَتَرَاجَعَآ إِن ظَنَّآ أَن يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِۗ وَتِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٖ يَعۡلَمُونَ ﴾(الاحزاب:۲۲۹-۲۳۰)

"یہ طلاقیں دو بار ہیں پھر یا تو اچھائی کے ساتھ روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انھیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں، یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لئے اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لئے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر گناہ نہیں، یہ اللہ کی حدود ہیں، خبردار! ان سے آگے نہ بڑھنا، اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں ☆ پھر اگر اس کو طلاق دے دے تو اب وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لئے بیان فرما رہا ہے"۔

دوسری شکل:

شوہر اپنی بیوی کو ایک طلاق اس کے حمل ظاہر ہونے کے بعد دے، اور اگر وہ اس کی عدت میں رجوع کر لے تو وہ اس کی بیوی باقی رہے گی، اور اس کی عدت وضع حمل ہے، اور اگر عدت میں یعنی وضع حمل تک رجوع نہیں کیا تو وہ اس کے لئے بائن ہو جائے گی، اور اس کے بعد اگر وہ کسی سے شادی نہ کی ہو تو پہلا شوہر نکاح جدید اور مہر کے ساتھ دوبارہ واپس اپنی زوجیت میں لا سکتا ہے۔

تیسری شکل:

اگر بیوی ان عورتوں میں سے ہو جسے حیض نہ آئے چاہے کبر سنی کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے وہ آئسہ (ناامید) ہو چکی ہو، تو اس کے لئے کسی وقت کی قید نہیں جب چاہے اسے طلاق دے سکتا ہے۔

بدعی طلاق کی صورتیں:

بدعی طلاق ایسی طلاق ہے جو اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے مشروع کردہ طریقے پر نہ دی جائے، اور اس کی دو شکل ہے:

پہلی شکل:

وقت کے لحاظ سے طلاق بدعی: کوئی شخص اپنی بیوی کو حیض (ناپاکی) کی حالت میں، یا اس پاکی کی حالت میں جس میں اس نے اس سے ہمبستری کی ہو، اور اس کے حمل کا پتہ نہ چلا ہو، طلاق دے دے، ایسی حالت میں طلاق دینا حرام ہے، لیکن طلاق واقع ہو جائے گی، اور ایسا کرنے والا گنہ گار اور حدود الہی کو تجاوز کرنے والا ہے، اور اس پر بیوی کو رجوع کرنا واجب ہے، اگر وہ تیسری طلاق نہ ہو، حائضہ کو رجوع کرنے کے بعد پاک ہونے تک روکے رکھے، پھر اسے حیض آئے، اور وہ پاک ہو، اس کے بعد چاہے تو طلاق دے، اور یہی حال اس کا بھی ہے جس نے طہر میں جماع کرنے کے بعد طلاق دی ہو، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، تو اس کا ذکر عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ، ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا ، أَوْ حَامِلا» ”ان سے کہو کہ وہ اسے رجوع کرلیں، پھر اسے حالت طہر میں طلاق دیں یا حالت حمل میں طلاق دیں“۔(بخاری:۵۲۵۱، مسلم:۱۴۷۱)۔

دوسری شکل:

عدد کے لحاظ سے طلاق بدعی: کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دے دے، گویا یوں کہے: تجھے تین طلاق، یا اسے الگ الگ ایک مجلس میں تین طلاق دے، گویا یوں کہے: تجھے طلاق، طلاق، طلاق۔

اس طرح سے طلاق دینا حرام ہے لیکن واقع ہو جائے گی، ایسا کرنے والا گنہ گار ہے اور اللہ کی حدود کو پار کرنے والا ہے، واضح رہے کہ ایک ہی کلمے کے ساتھ تین طلاق دینے یا الگ الگ کلمات کے ساتھ تین طلاق دینے سے حاملہ عورت کو اور اس طہر میں جس میں اس نے جماع کیا ہے صرف ایک طلاق گناہ کے ساتھ واقع ہو گی۔

طلاق رجعی و طلاق بائن کا بیان

طلاق کی دو قسمیں ہیں: ۱-طلاق رجعی ۲-طلاق بائن

پہلی قسم طلاق رجعی:

طلاق رجعی کی شکل یہ ہے کہ شوہر اپنی اس بیوی کو جس سے جماع کر چکا ہے صرف ایک طلاق دے، پھر اس ایک طلاق کے بعد عورت جب تک عدت میں رہے اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، پھر ایک طلاق دینے کے بعد اسے رجوع کرلے اور پھر اسے دوسری طلاق دے دے، دوسری طلاق کے بعد بھی جب تک وہ عدت میں رہے شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، اور وہ ان دونوں حالتوں میں جب تک عدت میں ہے اس کی بیوی ہے، شوہر اس کے مال میں اور وہ شوہر کے مال میں وارث ہو گی، اور شوہر پر اس کا نان ونفقہ اور رہائش کا حق ہے، اور اسے تکلیف پہنچانے کی خاطر روکے رکھنا شوہر کے لئے حرام ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا۟ ۚ﴾(البقرة:۲۳۱) ''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو انھیں اچھی طرح بساؤ یا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو، اور انھیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم وزیادتی کے لئے نہ روکو''۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا۟ عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُو۟لَٰتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا۟ عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ﴾(الطلاق :٦)

’’تم اپنی طاقت کے مطابق جہاں تم رہتے ہو وہاں ان (طلاق والی عورتوں) کو رکھو، اور انھیں تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچاؤ، اور اگر وہ حمل سے ہوں تو جب تک بچہ پیدا ہو لے انھیں خرچ دیتے رہا کرو ‘‘۔

دوسری قسم طلاق بائن :

طلاق بائن وہ طلاق ہے جس سے بیوی شوہر سے بالکل جدا ہو جائے گی، اور اس کی دو نوعیت ہے:

پہلی نوعیت: بینونہ صغری   دوسری نوعیت: بینونہ کبری

بینونہ صغری:

یہ پہلی یا دوسری طلاق ہے جس کے بعد شوہر عدت میں رجوع نہ کرے اور عدت ختم ہو جائے، تو اس طلاق بائن کا نام بینونہ صغری رکھا جاتا ہے، جس میں شوہر کو اپنی اس بیوی سے نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ شادی کرنے کا حق حاصل ہے، اور اسی طرح سے جس خاتون کا نکاح عوض (خلع) یا غیر عوض سے فسخ کر دیا گیا ہو وہ بھی بینونہ صغری کے درجے میں ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَٰجَهُنَّ إِذَا تَرَٰضَوْاْ بَيْنَهُم بِٱلْمَعْرُوفِ﴾(البقرة :٢٣٢) .

’’ اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انھیں ان کے خاوند سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں‘‘۔

بینونہ کبری:

یہ وہ تیسری طلاق ہے جس کے بعد اس کی بیوی شوہر سے بالکل جدا ہو جائے گی، اور اس کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہو گی جب تک کہ اس سے کوئی دوسرا ہمیشگی کی نیت سے شرعی نکاح نہ کر لے، اور پھر وہ اس سے جماع نہ کر لے، پھر اگر دوسرا شوہر اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے، اور اس کی عدت پوری ہو جائے تب وہ اپنے پہلے شوہر کے لئے دوبارہ نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ جائز ہو گی، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌۢ

بِمَعۡرُوفٍ أَوۡ تَسۡرِيحُۢ بِإِحۡسَٰنٖۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمۡ أَن تَأۡخُذُواْ مِمَّآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ شَيۡـًٔا إِلَّآ أَن يَخَافَآ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِۖ فَإِنۡ خِفۡتُمۡ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيمَا ٱفۡتَدَتۡ بِهِۦۗ تِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَعۡتَدُوهَاۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ ٱللَّهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٢٢٩﴾ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُۥۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَآ أَن يَتَرَاجَعَآ إِن ظَنَّآ أَن يُقِيمَا حُدُودَ ٱللَّهِۗ وَتِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٖ يَعۡلَمُونَ ﴾(البقرة:۲۲۹-۲۳۰) ”یہ طلاقیں دو بار ہیں پھر یا تو اچھائی کے ساتھ روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انھیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں، یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لئے اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لئے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر گناہ نہیں، یہ اللہ کی حدود ہیں، خبر دار! ان سے آگے نہ بڑھنا، اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں ☆ پھر اگر اس کو طلاق دے دے تو اب وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لئے بیان فرما رہا ہے“۔

مطلقہ اپنی عدت کہاں گذارے:

ایک طلاق رجعی کے بعد یا دوسری طلاق رجعی کے بعد جو عدت ہے وہ عورت اپنے خاوند کے گھر ہی پر گذارے، لیکن تیسری طلاق کے بعد کی عدت بیوی اپنے والد کے گھر پر گذارے، کیونکہ وہ تیسری طلاق کے بعد اپنے شوہر کے لئے حلال نہ رہی، اور نہ ہی تیسری طلاق کے بعد شوہر پر کوئی نان ونفقہ ہے۔

جن حالتوں میں عورت کے لئے طلاق کا مطالبہ کرنا جائز ہے:

۱-جب شوہر اپنی بیوی کو نفقہ (مکمل خرچ) نہ دیتا ہو۔

۲-جب شوہر اپنی عورت کو ایسی تکلیف دے جس سے ہمیشہ اس کے ساتھ رہنا دشوار ہو جائے مثلا بھدی بھدی گالیاں دینا، بری طرح پیٹنا، نابرداشت کے قابل سزائیں دینا، اور غیر شرعی کاموں پر مجبور کرنا وغیرہ۔

۳-شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کو نقصان پہنچنا اور اسے اپنے نفس پر فتنہ کا ڈر ہونا۔

۴-جب شوہر ایک لمبی مدت کے لئے جیل میں قید کر دیا جائے اور اس کی جدائی سے بیوی کو ضرر پہنچے۔

۵-جب بیوی اپنے شوہر میں کوئی مستقل مرض پائے، جیسے بانجپن، نامردی، نفرت والی خطرناک بیماری۔

۶-جب شوہر بے نمازی ہو اور بیوی کی نصیحت قبول نہ کرے، یا کبائر کا ارتکاب کرے اور اس سے توبہ نہ کرے۔

رجعت کا بیان

غیر بائن مطلقہ (جسے ایک یا دو طلاقیں دی گئیں ہیں) کو اس کی عدت میں بغیر عقد جدید کے اپنی زوجیت میں واپس لانے کو رجعت کہتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا﴾(البقرة:۲۲۸)

"ان کے خاوند اس مدت میں انھیں لوٹا لینے کے پورے حقدار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو"۔

بیوی کو رجوع کرنے کی صحیح شروط:

۱-آزاد آدمی نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دی ہو، اور غلام نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی ہو۔

۲-طلاق دی گئی بیوی کے ساتھ ہمبستری کر چکا ہو، کیونکہ اگر اس نے اپنی ایسی بیوی کو طلاق دی ہے جس سے ہمبستری نہیں کی ہے تو اس کے لئے رجعت نہیں ہے کیونکہ اس عورت پر عدت ہی نہیں ہے۔

۳-طلاق بلا عوض کے ہو، یعنی اگر کسی بیوی نے اپنے شوہر کو کچھ دیکر خلع لیا ہو تو اسے واپس کرنے کے لئے اس کی رضا مندی کے ساتھ عقد جدید ضروری ہے۔

۴-اور صحیح نکاح کی بنیاد پر اس کی طلاق ہوئی ہو، اگر پہلے سے نکاح ہی فاسد ہو تو اس میں اسے رجوع کا حق نہیں، کیونکہ وہ طلاق سے بائن ہو جائے گی۔

۵-رجعت عدت میں ہو، کیونکہ اگر عدت میں رجوع نہ کیا تو وہ بائن ہو جائے گی۔

مطلقہ بیوی کو رجوع کرنے کا طریقہ:

شوہر چاہے گھر پر ہو یا پردیس میں ہو، رجوع کرنے کے لئے صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ میں اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں دوبارہ واپس لیتا ہوں، یا اپنے پاس رکھ لیتا ہوں، چاہے بیوی پاکی کی حالت میں ہو یا ناپاکی کی حالت میں ہو، یا چاہے تو عملا ہمبستری کے ذریعہ رجوع کی نیت سے اسے واپس لے لے۔

رجوع والی بیوی کا حکم:

رجوع ہونے والی بیوی دیگر بیویوں کی طرح ہے، وہ اپنی عدت شوہر کے گھر میں گذارے گی، شوہر پر اس کا نفقہ واجب ہے، اور اس پر شوہر کی اطاعت لازم ہے، شوہر کے لئے چہرہ کھولنا جائز ہے، شوہر کے لئے خوشبو لگانا درست ہے، اور شوہر کے ہمراہ باہر نکلنا، اس کے ساتھ کھانا پینا، اور شوہر کے لئے وہ تمام کام کرنا جو ایک بیوی کے لئے جائز ہو کر سکتی ہے ، اور شوہر کو اسے گھر سے نکالنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کے لئے شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے باپ کے گھر جا کر عدت گذارنا جائز ہے۔

خلع کا بیان

خلع کا معنی: بیوی کا شوہر کو مال دیکر جدائی حاصل کرنا۔

خلع کے مشروع ہونے کی حکمت:

جب میاں بیوی کے درمیان محبت معدوم ہو جائے، اوراس کی جگہ بغض و نفرت جنم لے لے، مشکلات میں روز اضافہ ہو، دونوں میں یا کسی ایک میں عیب ظاہر ہو جائے، اور صلح و مصالحت بے فائدہ ہو جائے، اس وقت اللہ نے دونوں کے لئے ایک دوسرے کی بندھن سے نکلنے کا راستہ مقرر کیا، اگر جدائی شوہر کی طرف ہو تواسے طلاق کا حق دیا اورا گر جدائی کا مطالبہ بیوی کے طرف سے ہو تو بیوی کے لئے خلع کو جائز ٹھہرایا گیا کہ بیوی نے شوہر سے جو لیا ہے اس سے کم یا زیادہ دے کر جدائی اختیار کر لے۔

خلع کا حکم:

۱-خلع فسخ نکاح ہے چاہے وہ لفظ خلع سے یا لفظ فسخ سے یا لفظ فداء سے واقع ہو، ہاں اگر وہ لفظ طلاق سے یا نیت کے ساتھ طلاق کا کنایہ کیا ہو تو وہ طلاق ہے، اس کے بعد شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہوگا، البتہ عدت گذرنے کے بعد نکاح جدید اور مہر کے ساتھ اس سے دوبارہ شادی کر سکتا ہے، لیکن ایک شرط یہ ہے کہ وہ اس سے پہلے اس نے اتنی طلاق نہ دی ہو کہ اسے جوڑ کر تین ہو جائے۔

۲-خلع مباح ہے جب بیوی اپنے شوہر کے سوء معاشرت، بری خصلت کو ناپسند کرے، یا اس کی حق کی ناادائیگی کی صورت میں گناہ میں واقع ہونے کا اندیشہ ہو، اور شوہر کے لئے مستحب ہے کہ وہ بیوی کے خلع کی درخواست کو قبول کرے۔

۳-جب بیوی اپنے شوہر میں دین کی کمی محسوس کرے جیسے نماز نہ پڑھنا، پاکدامنی کا خیال نہ کرنا، اس کو اس سے ہٹانے کی کوشش کرے، اگر شوہر نہیں مانتا ہے تو پھر خلع حاصل کرنے کی کوشش کرے، اور اگر وہ بعض محرمات کا ارتکاب

کرے لیکن بیوی کو اس پر مجبور نہ کرے تو بیوی پر خلع کا مطالبہ واجب نہیں، اور جو بھی کوئی عورت بلا وجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

خلع کا وقت اور اس کی عدت:

خلع طہر اور حیض دونوں حالتوں میں جائز ہے، خلع کی عدت ایک حیض ہے، عدت ختم ہونے کے بعد شوہر سے اگر عورت رضامند ہے تو اس سے نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ شادی کر سکتا ہے۔

ایلاء کا بیان

ایلاء کا معنی:

جماع پر قدرت رکھنے والے شوہر کا اللہ کی یا اس کے اسماء وصفات میں سے کسی کے ساتھ یہ قسم کھانا کہ وہ اپنی بیوی کے سامنے کے شرمگاہ میں کبھی بھی یا چار مہینے سے زیادہ تک جماع نہیں کرے گا۔

ایلاء کا تصور:

زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے محبت نہ کرتا اور دوسرے سے اس کی شادی بھی نہ ہونے دینا چاہتا تو یہ زندگی بھر، یا سال دو سال اسے نہ چھونے کی قسم کھالیتا تاکہ اسے ستائے، پھر اسے ایسی حالت میں چھوڑے رکھتا کہ نہ وہ بیوی ہے اور نہ ہی مطلقہ، اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اس کی چار مہینے کی حد بندی کر دی، اور ضرر رسانی کو ختم کرنے کے لئے چار مہینے سے زائد کی مدت کو باطل کر دیا، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِن فَآءُو فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَإِنْ عَزَمُوا۟ ٱلطَّلَٰقَ فَإِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾(البقرة:٢٢٦-٢٢٧)

" جو لوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، ان کے لئے چار مہینے کی مدت ہے، پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے ☆ اور اگر طلاق ہی کا ارادہ کر لیں تو اللہ سننے والا جاننے والا ہے"۔

ایلاء کے حلال ہونے کی حکمت:

ایلاء سے نافرمان اور لڑنے جھگڑنے والی عورتوں کی تادیب مقصود ہے،اس لئے چار مہینے یا اس سے کم کی مدت میں بقدر ضرورت اسے مباح کیا گیا ہے،اور اس مدت سے تجاوز کرنا حرام، ظلم اور زیادتی ہے، کیونکہ اس میں ایک واجب کے ترک پر قسم کھائی گئی ہے۔

ایلاء کی شرطیں:

درج ذیل شرطیں پائی جانے کی صورت میں اس پر ایلاء کا حکم عائد ہوگا،اور ایسا کرنے والے کو مولی (ایلاء کرنے والا) کہا جائے گا،اگر اس میں سے کوئی بھی شرط مفقود ہوئی تو وہ ایلاء کے حکم سے باہر ہو جائے گا:

۱-ایسا شوہر جو جماع کی استطاعت رکھتا ہو۔

۲-اللہ کی یا اللہ کی کسی صفت کی قسم کھائے، طلاق یا آزادی یا نذر کی قسم نہ ہو۔

۳-سامنے کی شرم گاہ میں جماع نہ کرنے کی قسم کھائے۔

۴-چار مہینے سے زیادہ تک جماع نہ کرنے کی قسم کھائے۔

۵-بیوی ایسی ہو جس سے جماع کیا جا سکتا ہو۔

ایلاء کے چند مسائل

☆جو شخص اپنی بیوی سے ہمیشہ نہ ملنے کی یا چار مہینے سے زیادہ نہ ملنے کی قسم کھائے تو اس پر ایلاء کا حکم عائد ہوگا۔

☆اگر چار مہینے میں ایلاء کرنے والا اپنی بیوی سے جماع کرلے تو ایلاء ختم ہو جائے گا،اور اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

☆قسم کا کفارہ ہے دس مسکین کو کھانا کھلانا، یا انھیں کپڑا پہنانا، یا ایک غلام آزاد کرنا،اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کا روزہ رکھنا۔

☆چار مہینے گذرنے کے بعد اگر شوہر نے جماع نہیں کیا تو عورت جماع کا مطالبہ کرے گی، اگر شوہر نے اس مطالبہ پر جماع کر لیا تو کوئی بات نہیں، اسے صرف کفارہ دینا ہوگا، اور اگر اس نے جماع سے انکار کیا تو بیوی اس سے طلاق دینے کا مطالبہ کرے گی، اب اگر وہ طلاق دینے سے بھی انکار کرے تو حاکم وقت اس کے نکاح کو فسخ کر دے گا۔

☆اگر ایلاء کی چار مہینہ کی مدت کے اختتام کے وقت دونوں میں سے کوئی بھی جماع سے عاجز ہو گیا تو زبانی رجوع کرلے، اور یوں کہے کہ میں جب بھی جماع کرنے کی صلاحیت رکھوں گا جماع ضرور کروں گا۔

☆پاگل شوہر کی جانب سے، اور بے ہوشی کے عالم میں کیا جانے والا ایلاء غیر معتبر ہے۔

ظہار کا بیان

ظہار کا معنی:

اصل میں ظہار پیٹھ کو کہتے ہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں کوئی شوہر اپنی بیوی کو اپنی ماں یا بیٹی یا بہن کے مشابہ قرار دے دے، یا اپنی بیوی کے بعض اعضاء کو اپنی ماں وغیرہ کے بعض اعضاء کے مانند قرار دے دے اور اس سے استمتاع نہ کرنے کا ارادہ کرلے، جیسے اپنی بیوی سے یوں کہے: تو میرے اوپر میری بیٹی کی طرح ہے، یا تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ کی طرح سے ہے، یا تو میرے اوپر میری بہن کی پیٹھ کی طرح سے ہے۔

ظہار کا حکم:

شریعت میں ظہار کرنا حرام ہے، اور ظہار کرنے والے قابل مذمت ہیں، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ ٱلَّذِينَ يُظَٰهِرُونَ مِنكُم مِّن نِّسَآئِهِم مَّا هُنَّ أُمَّهَٰتِهِمْۖ إِنْ أُمَّهَٰتُهُمْ إِلَّا ٱلَّٰٓـِٔي وَلَدْنَهُمْۚ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنكَرًا مِّنَ ٱلْقَوْلِ وَزُورًاۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴾(المجادلة: ٢) ”تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ در اصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے ہیں، یقینا یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں، بیشک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے“۔

اس سے معلوم ہوا کہ ظہار کرنے والا اپنے نفس پر ایسی چیز حرام کرلیتا ہے اللہ نے جسے اس کے لئے حرام نہیں کیا ہے، اور اپنی بیوی کو ماں جیسا بنالیتا ہے، حالانکہ وہ ماں جیسی نہیں ہے۔

ظہار کی کل تین صورتیں ہیں:

۱-ظہار منجز: یہ وہ ظہار ہے جو فوری طور پر عائد ہوتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنی بیوی سے کہے: تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح سے ہے۔

۲-ظہار معلق: اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی اپنی بیوی سے کہے: اگر رمضان آئے تو تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح سے ہے۔

۳-ظہار موقت: اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنی بیوی سے کہے: تو مجھ پر شعبان کے مہینے میں میری ماں کی پیٹھ کی طرح سے ہے، ایسی صورت میں اگر شعبان کا مہینہ گذر گیا اور اس نے جماع نہیں کیا تو ظہار زائل ہو جائے گے، لیکن اگر شعبان میں جماع کرلیا تو اسے ظہار کا کفارہ دینا ہوگا۔

ظہار کا کفارہ درج ذیل ترتیب کے ساتھ ہے:

۱-ایک مومن غلام آزاد کرنا۔ ۲-اور اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھنا۔

۳-اگر مسلسل دو مہینے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا، یعنی ہر مسکین کو ڈیڑھ کلو چاول دینا۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُواْ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا ۚ ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِۦ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٣﴾ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَآسَّا ۖ فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۚ ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ ۗ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾(المجادلة: ۳-٤)

”جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں، پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرلیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے، اس کے ذریعہ تم نصیحت کئے جاتے ہو، اور اللہ تمہارے تمام اعمال سے

باخبر ہے☆ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمے دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں،اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں،اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو تو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے،یہ اس لئے کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو ،یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں،اور کفار ہی کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

ظہار کے چند مسائل

☆ظہار زمانہ جاہلیت میں طلاق کی شکل تھی،اسلام نے اس کا انکار کردیا،اور اس کے لئے کفارہ متعین کرکے رشتہ ازدواج کو باقی رکھا،اور عورت کو ظلم وبربریت سے بچایا۔

☆ظہار ایک منکر فعل ہے،جس کی کوئی اصل نہیں،اس لئے بیوی ماں کی طرح حرام نہیں ہوسکتی۔

☆اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ اگر تو فلاں جگہ جائے گی تو تو میرے اوپر میرے ماں کی پیٹھ کی طرح،اگر اس سے شوہر کا ارادہ اسے اپنے اوپر حرام کرنا ہے تو یہ ظہار ہے،اگر اس کے پاس جانا چاہے یا اس سے بوس کنار ہونا چاہے تو اس وقت تک اسے چھو بھی نہیں سکتا جب تک کہ کفارہ ظہار ادا نہ کردے،اور اگر اس سے اس کا مراد اس کے پاس جانے سے رکنا تھا،اور اسے اپنے اوپر حرام کرنا مقصد نہیں تھا تو وہ اس پر حرام نہیں ہوگی،اس وقت شوہر پر کفارہ قسم واجب ہے،اور وہ کفارہ قسم ادا کرے،اور اگر اس بات سے وہ اسے طلاق دینا چاہتا تھا تو اس پر ایک طلاق پڑ جائے گی۔

☆اگر کسی نے ایک ہی کلمہ ظہار سے اپنی کئی بیویوں کو بول دیا تو اس پر صرف ایک ہی کفارہ ظہار ہوگا،اور اگر الگ الگ بولا ہوگا تو سب کا الگ الگ کفارہ ظہار دینا ہوگا۔

☆کفارہ ظہار میں ترتیب واجب ہے۔

☆مسلسل روزہ رکھنے سے وہ چیزیں خارج ہیں جو کسی وجہ سے درپیش ہوں جیسے بیماری، عیدین، حیض، نفاس، سفر وغیرہ اس کی وجہ سے تسلسل کو منقطع قرار نہیں دیا جائے گا۔

☆اگر شوہر اپنی بیوی سے ظہار کرلے تو جماع سے پہلے کفارہ نکالنا واجب ہے،اور اگر کفارہ نکالنے سے پہلے جماع کرلیا تو وہ گنہ گار ہوگا،اور اس پر توبہ و کفارہ دونوں واجب ہے۔

لعان کا بیان

لعان کا معنی:

جب کوئی شوہر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے یا اس کے حمل کا انکاری ہو، اور اس پر چار عینی گواہ نہ پیش کر سکے، اور بیوی شوہر کے اس الزام کو تسلیم نہ کرے تو ایسی صورت میں دونوں حاکم وقت یا اس کے نائب کے سامنے حاضر ہو کر حلفیہ قسمیں کھائیں، اور شوہر آخری قسم کے ساتھ لعنت الٰہی کو اور بیوی غضب الٰہی کو شامل کرے، اسی کو شریعت میں لعان کہتے ہیں، کیونکہ اس میں دونوں ہی اپنے آپ کو جھوٹا ہونے کی صورت میں مستحق لعنت قرار دیتے ہیں۔

زنا کے الزام کی دو صورتیں ہیں:

۱-اپنی بیوی کے علاوہ کسی خاتون پر زنا کی تہمت لگانا

اللہ تعالی نے کسی پر زنا کے الزام لگانے کو حرام قرار دیا ہے، اور اس کے مرتکب پر شدید وعید سنائی ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ ٱلۡمُحۡصَنَٰتِ ٱلۡغَٰفِلَٰتِ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ لُعِنُواْ فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٞ ﴿٢٣﴾ يَوۡمَ تَشۡهَدُ عَلَيۡهِمۡ أَلۡسِنَتُهُمۡ وَأَيۡدِيهِمۡ وَأَرۡجُلُهُم بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوۡمَئِذٖ يُوَفِّيهِمُ ٱللَّهُ دِينَهُمُ ٱلۡحَقَّ وَيَعۡلَمُونَ أَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡحَقُّ ٱلۡمُبِينُ﴾ (النور : ٢٣-٢٥) "جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، اور ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے ☆ جس دن ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے ☆ اس دن اللہ انھیں پورا پورا بدلہ حق و انصاف کے ساتھ دے گا، او روہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی ظاہر کرنے والا ہے"۔

اور جس نے اپنی بیوی کے سوا کسی عورت پر زنا کی تہمت لگائی اور بطور ثبوت چار گواہ پیش نہ کر سکا تو اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے، اسے فاسق سمجھا جائے گا، اور اس کی شہادت کبھی قبول نہیں کی جائے گی، الا یہ کہ وہ توبہ واستغفار کر لے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَٱلَّذِينَ يَرۡمُونَ ٱلۡمُحۡصَنَٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَأۡتُواْ بِأَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ فَٱجۡلِدُوهُمۡ ثَمَٰنِينَ

جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾(النور : ٤-٥)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انھیں اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ، اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں☆ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ و اصلاح کر لیں تو اللہ تعالی بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے''۔

۲-اپنی بیوی پر زنا یا ناجائز حمل کی تہمت لگانا

لعان کی مشروعیت کی حکمت:

جب کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی حالت میں دیکھے، اور اس پر گواہ نہ پیش کر سکے، یا اس پر زنا کی تہمت لگائے اور بیوی اس کا اقرار نہ کرے، تو اسے اس کے زنا کے عار سے بچانے، اور اس کے بستر کو خراب کرنے، یا غیر کے بچے کو اس سے جوڑنے سے دور کرنے کی خاطر شریعت نے لعان کے ذریعہ اس مشکل کا حل نکالا، اور تکلیف کو دور کیا، اور دونوں حالتوں میں قسمیں دلا کر دونوں میں جدائی کرا دی جائے گی۔

لعان کی شرطیں:

۱-لعان دو مکلف زوجین کے درمیان امام وقت یا اس کے نائب کے پاس ہو۔

۲-امام یا قاضی کے سامنے شوہر کا اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کا معاملہ پہلے پیش کیا جائے۔

۳-بیوی اس الزام کا انکار کرے، اور لعان ختم ہونے تک اسی پر قائم رہے۔

لعان کی کیفیت:

۱-پہلے شوہر چار مرتبہ یوں کہے: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگانے میں سچا ہوں،اور اگر وہ موجود ہے تو اس کی طرف اشارہ کرے،اور اگر موجود نہیں ہے تو اس کا نام لے،پھر پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

۲-پھر بیوی چار مرتبہ یوں کہے: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ وہ مجھ پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے،پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر شوہر سچا ہے اور میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

لعان کے بعد ثابت ہونے والے احکام:

۱-شوہر سے بہتان تراشی کی حد ساقط ہو جائے گی۔

۲-بیوی سے رجم کی حد ساقط ہو جائے گی۔

۳-لعان کرنے والے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔

۴-دونوں کبھی نہیں مل سکتے۔

۵-اگر بچہ ہے تو وہ شوہر کا نہیں مانا جائے گا بلکہ عورت کو دے دیا جائے گا۔

لعان کے چند مسائل

☆لعان کرانے سے پہلے دونوں کو نصیحت کی جائے گی،اور بھرے محفل میں لعان کرایا جائے گا۔

☆لعان والی عورت عدت کے دوران نان ونفقہ کا حقدار نہ ہو گی۔

☆لعان سے پہلے اگر شوہر تہمت کا اعتراف کرلے تو اسے اسی کوڑے،اور اگر عورت اعتراف کرلے تو اسے رجم کیا جائے گا۔

عورت کی عدت کا بیان

عدت کا معنی:

خاوند سے مفارقت (موت یا طلاق وغیرہ) کے بعد عورت کا ایک مخصوص مدت تک انتظار کرنا، اور شادی سے اپنے آپ کو روکے رکھنے کو عدت کہتے ہیں۔

عدت کا حکم:

عدت گذارنا ہر اس عورت پر واجب ہے جس کا شوہر جماع سے پہلے یا بعد میں فوت ہو جائے، یا خلوت کے بعد اس سے جدائی ہو، یا طلاق، خلع، فسخ نکاح کے ذریعہ جدائی ہو، تاکہ اس کے رحم کی حالت معلوم ہو سکے، چاہے وہ عدت وضع حمل کی شکل میں ہو یا تین حیض کی مدت گذار کر ہو یا تین مہینے گذار کر ہو، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحۡصُواْ ٱلۡعِدَّةَ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ رَبَّكُمۡ﴾ (الطلاق : ١)

"اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت میں انہیں طلاق دو، اور عدت کا حساب رکھو، اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو"۔

عدت کی مشروعیت کی حکمتیں:

۱-رحم کی براءت کا علم ہو جائے اور نسب خلط ملط نہ ہو۔ ۲-طلاق رجعی دینے والے کو رجوع کرنے کا موقع مل سکے۔

۳-اس سے نکاح کی عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ نکاح آسانی سے نہیں ٹوٹتا، اور نہ ہی بغیر شرطوں کے منعقد ہوتا ہے۔

۴-اس سے میاں و بیوی کے درمیان ازدواجی تعلقات کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

۵- اگر حمل کی حالت میں جدائی ہو رہی ہو تو حمل کے حق کی حفاظت ہوتی ہے، یہی نہیں عدت میں حق الہی، حق خاوند، حق زوجہ اور بچے کے حقوق کی حفاظت ہوتی ہے۔

عدت گذارنے والی عورتوں کی قسمیں:

عدت گذارنے والی عورتوں کی کل چھ قسمیں ہیں جن کا تفصیلی ذکر آنے والے سطور میں ملاحظہ فرمائیں:

۱-حاملہ عورت کی عدت:

حمل والی عورت کی عدت وضع حمل ہے، چاہے شوہر مر گیا ہو یا اس نے طلاق دی ہو، یا نکاح فسخ کیا گیا ہو، حمل کی اقل مدت نکاح کے بعد سے چھ ماہ ہے اور عمومی مدت نو ماہ ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَأُوْلَٰتُ ٱلْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾(الطلاق: ٤) "اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے"۔

۲-جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے:

اگر وہ عورت حمل سے ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے، اور اگر حمل سے نہیں ہے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے، اور اگر حمل کا کوئی اندیشہ بھی ہو تو اس مدت میں وہ واضح ہو جائے گا، اللہ نے قرآن میں فرمایا: ﴿وَٱلَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَٰجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيٓ أَنفُسِهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(البقرة: ٢٣٤) "تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن عدت میں رکھیں، پھر جب مدت ختم کر لیں تو جو اچھائی کے ساتھ اپنے لئے کریں اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، اور اللہ تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے"۔

۳-ایسی عورت جسے طلاق سے شوہر کی زندگی میں جدا کیا گیا ہو، اور وہ حاملہ نہ ہو اور اسے حیض آتا ہو:

ایسی عورت کی عدت تین کامل قروء (حیض) ہے، البتہ وہ عورت جس نے خلع کیا ہو، یا اس کا نکاح فسخ کیا گیا ہو اس کی عدت ایک حیض ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ﴾(البقرة: ٢٢٨) "طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں"۔

۴-ایسی عورت جسے اس کے شوہر نے اسے زندگی ہی میں جدا کر دیا ہو، اور اسے حیض نہ آتا ہو، کم عمر ہونے کی وجہ سے یا عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے:

ایسی عورت کی عدت تین مہینے ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿ وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسۡنَ مِنَ ٱلۡمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمۡ إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشۡهُرٖ وَٱلَّٰٓـِٔي لَمۡ يَحِضۡنَۚ ﴾(الطلاق : ٤)

"تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئیں ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے، اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا ابھی شروع نہ ہوا ہو"۔

۵-ایسی خاتون جس کا حیض غیر معروف سبب سے ایک مدت کے لئے رک جائے، اس کی عدت ایک سال ہے، نو مہینے حمل کے اور تین مہینے عدت کے۔

٦-ایسی عورت جس کا شوہر گم ہو گیا ہو اور اس کے زندہ یا مردہ ہونے کی کوئی خبر نہ ہو، وہ شوہر کے آنے کا انتظار کرے، یا حاکم وقت نے جو وقت مقرر کی ہو اس میں اس کا معاملہ ظاہر ہو جائے، اگر وہ مدت پوری ہو گئی اور وہ نہ آیا ہو تو حاکم اس کے مرنے کا حکم لگائے، اور اس دن سے عورت چار مہینے دس دن کی عدت گذارے، اور اس کے بعد پھر اگر چاہے تو دوسری شادی کر لے۔

لونڈی کی عدت:

بالغ مطلقہ لونڈی کی عدت دو حیض، غیر بالغ اور عمر رسیدہ لونڈی کی عدت دو مہینے، اور حمل والی لونڈی کی عدت وضع حمل ہے، اور وہ لونڈی جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت عام عورتوں کے آدھا یعنی دو مہینے پانچ دن۔

جس عورت پر عدت نہیں:

ایسی عورت کہ جسے اس کے شوہر نے دخول (جماع) سے پہلے طلاق دے دی ہو اس عورت پر کوئی عدت نہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نَكَحۡتُمُ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوهُنَّ مِن قَبۡلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٖ تَعۡتَدُّونَهَا﴾ (الأحزاب : ٤٩) ”اے مؤمنو! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو، پھر ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو“۔

اور ایسی عورت جس کا شوہر مر گیا ہو، اور مرنے سے پہلے چاہے اس سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو، وہ چار مہینے دس دن عدت گذارے گی، تاکہ شوہر سے وفاداری کا اظہار ہو، اور اس کے لئے میراث ہے۔

سوگ منانے کا حکم:

سوگ منانے کی عدت کا عمل صرف خواتین کے لئے خاص ہے، مردوں پر کوئی عدت نہیں، واضح ہو کہ ہر وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے اس کے لئے سوگ منانا جائز ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر میں ٹھہرے، خوشبو نہ لگائے، زینت کے کپڑے نہ پہنے، زیور نہ پہنے، مہدی سرمہ نہ لگائے۔

سوگ منانے کی مدت:

١-شوہر کے علاوہ میت کوئی اور رشتہ دار ہے تو تین دن تک سوگ منانا جائز ہے۔

٢-اگر مرنے والا شوہر ہے تو اس کی بیوی کے لئے سوگ منانے کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔

٣-حاملہ عورت جس کا شوہر مر گیا ہو اس کی عدت وضع حمل ہے، اور وضع حمل کے ساتھ ہی سوگ منانے کا وجوب بھی ساقط ہو جائے گا۔

عدت گذارنے کی جگہ:

جس گھر میں شوہر کا انتقال ہوا ہے، اور جس میں وہ رہتی ہے اسی میں عدت گذارنا واجب ہے، لیکن اگر خوف یا قہر و جبر کا اندیشہ ہو تو دوسرے گھر میں منتقل ہو سکتی ہے، اور وقت گذرنے کے ساتھ ہی عدت بھی گذر جائے گی وہ جہاں بھی ہو۔

عدت کے مسائل

☆وہ عورت جس سے شبہ میں جماع کر لیا گیا ہو، یا جس سے زنا کیا گیا ہو، یا نکاح فاسد سے جماع کیا گیا ہو اس کی عدت مطلقہ کی طرح سے ہے، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔

☆اگر مطلقہ رجعیہ کا شوہر عدت کی حالت میں مر جائے تو وہ عدت اس سے ساقط ہو جائے گی چاہے وہ ایک حیض کی عدت گذری ہو یا دو کی، اور اب وہ وفات کے وقت سے وفات کی عدت چار مہینہ دس دن گذارے گی کیونکہ ابھی وہ اس کی بیوی کے درجہ میں ہے، اور رہی بات طلاق بائن والی عورت کا معاملہ تو وہ اس کے برعکس ہے کیونکہ وہ زوجیت سے نکل چکی ہے، اس لئے اس کی یہ عدت عدت وفات کی طرف منتقل نہیں ہو گی، اور نہ ہی وہ شوہر کا وارث بنے گی۔

☆اگر مطلقہ کا حیض آنا ایک یا دوسرے حیض کے بعد بند ہو جائے تو وہ تین ماہ عدت شمار کرے گی۔

☆چھوٹی نابالغہ مطلقہ، یا عمر رسیدہ جسے ماہواری نہیں آتی اس کو ایک یا دو ماہ کے بعد ماہواری آجائے تو اب وہ عدت تین ماہ نہیں بلکہ تین حیض شمار کرے گی، لیکن اگر تین ماہ گذرنے کی بعد ماہواری شروع ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہو گا۔

☆جو مطلقہ عورت مہینوں یا ایام ماہواری سے عدت شمار کر رہی ہو، اور اسی اثناء میں اس کا حمل ظاہر ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

☆حیض کی حالت میں طلاق دینا حرام ہے لیکن طلاق واقع ہو جائے گی، البتہ اس حیض کا عدت میں شمار نہ ہو گا۔

☆اگر حمل والی عورت کا بچہ خلقت ظاہر ہونے سے پہلے لوتھڑے کی شکل میں ساقط ہو جائے تو وہ عورت وضع حمل کی عدت نہیں گذارے گی، ہاں اگر بچے میں روح ڈالنے کے بعد ساقط ہو تو وہ وضع حمل کی عدت گذارے گی۔

رضاعت کا بیان

رضاعت کا معنی:

وہ بچہ جس کی عمر دو سال سے کم ہو، وہ کسی ایسی عورت کا دودھ پیئے جس کا دودھ بچے کی پیدائش کے بعد رونما ہوا ہو۔

رضاعت کا حکم: دودھ پینے سے وہ تمام رشتہ حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُمۡ وَعَمَّٰتُكُمۡ وَخَٰلَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُ ٱلۡأَخِ وَبَنَاتُ ٱلۡأُخۡتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِيٓ أَرۡضَعۡنَكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ ﴾(النساء : ۲۳) ''

حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں، اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں، اور بھتیجیاں، اور بھانجیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں''۔

رضاعت کی حد:

بچے کی دو سالہ عمر میں پانچ بار دودھ چوسنے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی، مثلاً بچہ چھاتی چوسے پھر پی کر خود ہی چھوڑ دے، تو ایک رضاعت ہو گئی، یا ایک چھاتی سے دوسری چھاتی کی طرف منتقل ہو جائے تو ایک رضاعت ہو گئی، پھر اگر دوبارہ اسی طرح چوسے تو دوسری رضاعت مانی جائے گی، اس میں اصل میں عرف وعادات کا اعتبار ہو گا۔

رضاعت کے مسائل

☆ رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے لیکن نفقہ، میراث، اور ولایت حاصل نہیں ہوتی۔

☆ دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورت یا صرف ایک ہی عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

☆ جانور کے دودھ سے عورت کے دودھ کی طرح رضاعت ثابت نہیں ہو گی، اور نہ ہی خون منتقل کرنے سے۔

☆ دو سال کی مدت میں پانچ بار دودھ پینے سے ہی رضاعت ثابت ہوتی ہے، اس لئے اس مدت کے گذر جانے کے بعد رضاعت ثابت نہ ہو گی، پینے والا کسی بھی عورت کا دودھ کیوں نہ پی لے۔

بیع وشراء کا بیان

بیع (بیچنا) کا معنی: ملکیت کی غرض سے مال کا مال سے تبادلہ کرنا، یعنی سامان کو قیمت کے عوض بدلنا جیسے ایک درہم کے بدلے کھانا بیچنا۔

شراء (خریدنا) کا معنی: قیمت دیکر سامان لینا جیسے ایک دینار کے بدلے کپڑا خریدنا۔

بیع وشراء کے مشروعیت کی حکمت:

یہ واضح سی بات ہے کہ کسی کے پاس سامان ہے توکسی کے پاس پیسہ، اور یہ لوگوں کے بیچ بٹا ہوا ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک آدمی اس چیز کا ضرورت مند ہو جو دوسرے کے پاس ہے اور بلا معاوضہ اس کا حصول ناممکن ہے، اسی ضرورت کے مد نظر شریعت نے اس کے خرید وفروخت کو مباح قرار دیا تاکہ آسانی سے لوگ اپنی ضرورتیں پوری کرسکیں، ورنہ لوگ اس کے حصول کے لئے چوری، ڈاکہ زنی، اور مکر وفریب وجنگ وجدال پر اتر آتے، اسی لئے اللہ نے بیع کو حلال کیا اور فرمایا: ﴿وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ﴾ (البقرة : ٢٧٥) ''اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا''۔

بیع وشراء کے ارکان:

١- بائع کا ہونا۔ (بیچنے والے کا ہونا)
٢- مشتری کا ہونا۔ (خریدنے والے کا ہونا)
٣- مبیع کا ہونا۔ (بیچی جانے والی چیز کا ہونا)
٤- الفاظ عقد کا ہونا۔

بیع وشراء کے صحیح ہونے کی شرطیں:

١- بائع اور مشتری دونوں راضی ہوں۔

٢- بائع ومشتری دونوں آزاد، مکلف، اور ذی شعور ہوں۔

۳-لین دین والے سامان سے فائدہ اٹھانا مطلقا حلال و مباح ہو،(جس چیز کا بیچنا جس میں کوئی نفع نہ ہو جائز نہیں ہے مثلا مچھر و جھینگرو غیرہ، یاایسی چیز جس کا نفع حرام ہو جیسے شراب و سؤر، یا جس کی منفعت صرف اضطراری حالت میں جائز ہو جیسے گدھاو غیرہ۔

۴-بیچا جانے والا سامان اس کی ملکیت میں ہو یا بیع پکا ہونے کے وقت اس کے بیچنے کی اسے اجازت دی گئی ہو۔

۵-سامان کے خریدنے اور بیچنے والے کو سامان کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے،چاہے وہ معلومات دیکھ کر حاصل ہو یا اس کی خوبی کے ذریعہ حاصل ہوا گر سامان کا پتہ ہی نہیں تو بیع جائز نہیں جیسے پیٹ کا بچہ، تھن میں موجود دودھ وغیرہ۔

۶-قیمت متعین ہو۔

۷-بیچنے والا سامان کو خریدنے والے کو حوالے کرنے کی طاقت رکھتا ہو،وہ ناممکن نہ ہو جیسے سمندر کی مچھلی و فضا میں اڑنے والا پرندہ،اس کی بیع درست نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔

بیع وشراء کے منعقد ہونے کا طریقہ :

۱-قولیہ: بیچنے والا کہے کہ میں نے اسے آپ کے ہاتھ بیچ دیااور خریدنے والا کہے کہ میں نے اسے خریدایا قبول کیا۔

۲-فعلیہ: خریدنے والا پیسہ دے اور بیچنے والے اسے سامان دے،اور ایساعام طور پر ہوتا ہے۔

موجودہ ذرائع ابلاغ سے بیع وشراء کا حکم :

طرفین کے ایجاب و قبول سے بیع وشراء ہو جائے گی چاہے وہ عقد کی مجلس میں ہو یامصدق تحریروں کے ذریعہ ہو یا کمپیوٹر سے نٹ کے ذریعہ ہو، یافون اور فیکس کے ذریعہ ہو،ایجاب و قبول کے ذریعہ طرفین کی کاروائی مکمل ہوتے ہی مدت خیار بھی ختم ہو جائے گی،اور ایجاب و قبول کے موصول ہونے کے بعد بیع منعقد ہو جائے گی۔

چند اہم مسائل

☆بیع وشراء میں صدق گوئی حصول برکت کا سبب ہے،اور جھوٹ برکت کو مٹانے والا ہے۔

☆رعایا کی مصلحت کے مد نظر حکومت اشیاء کی قیمت متعین کر سکتی ہے۔

☆جو اشیاء لوگوں کے روز مرہ استعمال کی ہو اس کا ذخیرہ اندوزی کرنا حرام ہے، جب اس سے مقصد بازار میں ان اشیاء کے اسٹاک کم کر کے اس کی قیمت میں اضافہ کرنا ہو۔

☆ بیعانہ دینا اور لینا جائز ہے جب وقت انتظار کی تحدید کر دی جائے، یعنی بیچنے والے کو کچھ رقم دے کر سامان کو روک لیا جائے اور جب وہ مدت انتظار مکمل ہو جائے تو پوری قیمت چکا کر اس کو اپنے قبضہ میں لے لے۔

☆دھوکا ہر چیز میں حرام ہے، اور ہر ایک کے لئے اور ہر معاملے میں حرام ہے۔

☆ بیع و شراء کا عقد کینسل کرنا سنت سے ثابت ہے۔

☆ کفار کے ساتھ تعامل کرنا جائز ہے چاہے وہ شعبہ زراعت ہو یا صناعت و تجارت یا شعبہ تعمیرات، بس ایک شرط یہ ہے کہ سود، دھوکا، اور حرام چیزیں جو شریعت کے منافی ہیں اس میں شامل نہ ہوں۔

☆ان تمام چیزوں میں مسلم و کافر ہر ایک سے بیع و شراء جائز ہے جو شریعت کی رو سے جائز اور مباح ہیں۔

☆ سودی بینک، حرام کمپنیاں، فلمی دنیاں، موسیقی، نائٹ کلب، ڈانس بار، اسٹوڈیو، شراب کی فیکٹری، شراب کی دوکان، رنڈی خانے، اور وہ تمام ہوٹل جہاں شراب و کباب اور رقص و غناء کی محفلیں سجتی ہوں، ان تمام کی کمائیاں حرام ہیں اور ان جگہوں پر کام کرنا بھی حرام ہے۔

شریعت میں محرمات کی دو قسمیں ہیں:

۱-اشیاء کا حرام ہونا مثلا مردار، خون، سور کا گوشت، شراب اور نجس چیزیں وغیرہ۔

۲-تصرفات کا حرام ہونا مثلا سود لینا، جوا کھیلنا، ذخیرہ اندوزی کرنا، دھوکہ دینا اور خیانت کرنا وغیرہ۔

پہلی قسم کو نفس چھوڑ دیتا ہے، لیکن دوسری قسم کے کرنے پر آمادہ رہتا ہے، اور اس قسم میں لوگوں پر ظلم اور انکے مال باطل طریقے ہڑپنا ہوتا ہے، اس لئے شریعت نے اس پر روک لگادی، اور اس کے لئے سزا مقرر کر دی تاکہ آدمی اس میں نہ پڑے۔

ممنوع تجارتوں کی قسمیں

اسلام نے ہر اس چیز کو مباح کیا ہے جس میں خیر وبرکت اور مباح وجائز نفع ہے، اور بعض قسم کی تجارتوں سے منع کیا ہے کیونکہ اس میں جہل، دھوکا، اور ضرر ہے، اور یہ ضرر چاہے اہل بازار کے لئے ہو یا اس کا اثر آدمی کے جسم و عقل پر مرتب ہو، یا کینہ وبغض کا سبب بنے، اسی کے پیش نظر بیع وشراء کے چند اقسام کا ذکر کیا جارہا ہے جس کو شریعت نے منع کردیا ہے، اور وہ یہ ہیں:

۱-بیع ملامسہ:

اس کی شکل یہ ہے کہ بیچنے والا خریدنے والے سے یہ کہے: جس بھی کپڑے کو آپ ہاتھ لگائیں وہ آپ کے لئے دس روپئے کا ہے، یا اسی جیسی اور دیگر چیزیں، واضح رہے کہ اس طرح سے بیچنا اور خریدنا دونوں فاسد ہے کیونکہ اس میں خریدا جانے والا سامان کا صحیح پتہ نہیں ہے اور ساتھ ہی اس میں دھوکہ بھی ہے۔

۲-بیع المنابذہ:

اس کی شکل یہ ہے کہ خریدنے والا بیچنے والے سے کہے: جو بھی کپڑا تم میری طرف پھینکوگے میں اسے اتنے روپے میں خریدلوں گا، یہ بیع بھی پہلی بیع کی طرح دھوکا اور ضرر کی وجہ سے فاسد ہے۔

۳-بیع الحصاۃ:

اس بیع کی شکل یہ ہے کہ بیچنے والا خریدنے والے سے کہے: یہ کنکری پھینکو، یہ جس سامان کو بھی لگے گی اسے میں تمہیں اتنے روپۓ میں دے دوں گا، یہ بیع بھی فاسد ہے کیونکہ اس میں بھی وہی قباحت موجود ہے جو اس سے پہلے بیان کردہ شکلوں میں ہے۔

۴-بیع نجش:

اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کو پھنسانے کے لئے سامان کی قیمت بڑھادے،اوراس کا مقصد خریدنا نہ ہو، بیع کی یہ نوعیت بھی فاسد ہے کیونکہ اس میں دوسروں کو دھوکا دینا ہے،اور صراحت کے ساتھ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

فائدہ: اگر بیع نجش کے ساتھ واقع ہوجائے تو بیع صحیح ہے، لیکن قیمت بڑھانے والا گنہ گار ہے،اوراگراس کی قیمت مارکیٹ ریٹ سے کافی زیادہ ہوتو خریدنے والے کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا جیسا کہ بیع غبن میں اختیار ہوتا ہے۔

۵-شہری کا دیہاتی کے سامان کو فروخت کرنا:

اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی دیہات کا آدمی یا شہر سے دور رہنے والا شہر میں بیچنے کے لئے کوئی چیز لائے، شہر کا دلال اسے موجودہ مارکیٹ ریٹ سے زیادہ پر بیچے، یا یہ کہے کہ یہ سامان میرے پاس رکھ دو میں اسے آج روک کر زیادہ قیمت پر فروخت کردوں گا،جب کہ لوگ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، یہ بیع صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں ضرر ہے ،اورلوگوں پر تنگی ودشواری پیدا کرنا ہے، کیونکہ ایک حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے کہ شہری (دلال) دیہاتی کے لئے نہ بیچے،لوگوں کو چھوڑدو،اللہ ان کو ایک دوسرے سے روزی دیتا ہے (مسلم: ۳۸۰۵)۔

لیکن ایک صورت یہ ہے کہ دیہاتی شخص اگر شہری کے پاس آکر یہ عرض کرے کہ وہ اس کے لئے بیچے یا خریدے تو پھراس میں کوئی حرج نہیں۔

٦-سامان قبضہ میں لانے سے پہلے ہی فروخت کردینا:

سامان کو اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے کسی کے ہاتھ اس کا سودا کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے لڑائی اور فسخ دونوں ہونے کا اندیشہ ہے،اور بالخصوص اس وقت جب بیچنے والا یہ محسوس کرے کہ اس میں خریدنے والا بڑے منافع سے مستفید ہورہا ہے، حدیث میں اس انداز کے بیع وشراء سے روکا گیا ہے، جیسا کہ صحیحین میں صراحت ہے: جو کوئی غلہ خریدتا ہے تو اسے چاہئے کہ مکمل وصولی سے پہلے فروخت نہ کرے (بخاری: ۲۱۲٦، مسلم: ۱۵۲٦)۔

۷-بیع عینہ: ایک تجارت میں دو تجارتیں:

کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ ایک بیع میں دو بیع (دوہرا سودا) کرے، بلکہ ہر سودا الگ الگ ہونا چاہئے، کیونکہ اس میں ابہام اور ایذا کا سبب ہے، اور دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے کھایا جاتا ہے، اس کی چند شکلیں ہیں:

☆ کوئی شخص کسی سے ایک سامان ادھار پر بیچ دے، اور پھر اس سے اسی سامان کو کم قیمت میں خرید لے، اس میں دو بیع ایک ہی میں اکٹھا ہو گئیں، اور یہ بیع حرام و باطل ہے کیونکہ یہ سود کی راہ ہموار کر رہا ہے۔

☆ اگر کوئی کسی سے سامان بیچے اور اس سے کیش پیسے لے لے، پھر وہ اس سے وہ مال خریدے، یا وہی مال غیر مشتری سے بلا حیلہ خریدے، یا اس سامان کو تبدیلی کے بعد خریدے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸-اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر بیع کرنا:

اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی آدمی دس روپئے میں کوئی سامان خرید رہا ہو، اور ابھی سودا مکمل نہیں ہوا کہ اتنے میں ایک دوسرا آدمی آئے، اور یہ کہے کہ میں یہی سامان آپ کو نو روپئے ہی میں دے دوں گا، یا اس سے کم ہی میں دے دوں گا، اس کی ایک دوسری شکل یہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی سے اپنا سامان دس روپئے میں بیچ رہا ہو، اور ابھی بات چل ہی رہی ہو کہ ایک شخص آئے اور یہ کہے کہ میں اس کو پندرہ روپئے میں خریدوں گا، تاکہ پہلا شخص چھوڑ کر چلا جائے اور وہ اسے وہ مال دے دے، تو یہ دونوں شکلیں بیع و شراء کی حرام ہیں کیونکہ اس میں ضرر ہے، اس کے ممانعت کی صراحت صحیحین کی صریح روایت میں موجود ہے (بخاری: ۲۱۳۹، مسلم: ۳۴۴۰)۔

۹-جمعہ کی دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا:

یہ خرید و فروخت ایسے شخص کے لئے حرام ہے جس پر جمعہ واجب ہے، اور اسی طرح دوسرے معاملات بھی ہیں۔

۱۰-حرام اور ناپاک چیز کی تجارت:

کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ حرام و ناپاک چیزوں کی خرید و فروخت کرے جیسے شراب، سور، بت، تصویر، منی، کتا، بلی، زانیہ عورت کی کمائی، کاہن کی اجرت، یا وہ چیزیں جو حرام کے لئے ذریعہ بنیں جیسے گانے بجانے کے

آلات جیسے ڈھول تاشے، میوزک کے آئیٹم، عریاں تصویر والے میگزین، گانوں کے کیسیٹ، فحش کلام اور غزلیات پر مشتمل کتابیں وغیرہ۔

۱۱-دھوکے کی تجارت:

ہر وہ تجارت جس میں دھوکہ ہو وہ قطعا جائز ودرست نہیں جیسے جانور کے پیٹ میں بچہ، تھن میں موجود دودھ، پانی میں موجود مچھلی، بھیڑ کی پیٹھ پر موجود اون، ہوا میں اڑنے والا پرندہ، پھل آنے سے پہلے باغ کا بیچنا، فصل قابل استعمال سے پہلے بیچنا، وغیرہ۔

چند اہم مسائل

☆ تجارتی انشورنس حرام ہے، اس میں دونوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے جس کی شکل یہ کہ انشورنس کمپنیاں لوگوں سے ایک متعین مبلغ اس شرط پر لیتی ہیں کہ کسی بھی حادثے یا خطرات کے وقت ان کو اس کی تعویض دی جائے گی، یہ سراسر حرام ہے کیونکہ اس میں دھوکا اور جہل دونوں ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ جوا کی ایک قسم ہے، اور اس میں لوگوں کا مال باطل طریقے سے ہڑپنا ہے۔

☆ ضرر رساں چیزوں کی تجارت حرام ہے، جیسے شراب بنانے کے لئے جوس بیچنا، فتنہ پھیلانے کے لئے ہتھیار بیچنا، ڈیٹ اسپائر چیزیں، نشہ آور گولیاں، سگریٹ، تمباکو، گاجا، چرس، وغیرہ۔

☆ کسی مؤلف کی تالیفات اس کی اجازت کے بغیر بیچنا جائز نہیں، کیونکہ وہ اس کی کوشش کا حق ہے۔

ادھار(Credit)اور قسط(Installment)پر کی جانے والی تجارت کا حکم

☆ادھار بیچنے یا خریدنے کی دو شکل ہے:

۱-ادھار کی ایک مدت متعین کی جائے، یا قسط پر بیچنے میں کئی مدتیں مقرر کی جائیں، اور سامان پہلے حاصل کر لیا جائے اور اس کی قیمت بعد میں چکائی جائے، اسے ادھار اور قسط(بیع النسیئہ والتقسیط)والی بیع کہتے ہیں۔

۲-پیشگی رقم(اڈوانس پیمینٹ)دی جائے، اور ایک متعین مدت کے بعد سامان حاصل کیا جائے۔

مذکورہ دونوں قسم کی بیع و تجارت جائز ہے۔

☆قسط پر بیع و شراء کرنا ادھار بیع کی ایک قسم ہے جو جائز ہے، چاہے کوئی ایک متعین مدت کے لئے ادھار لے، یا متعدد مدت کے لئے ادھار لے جسے موجودہ دور میں(Installment)تقسیط کہتے ہیں، اور اس کی چند شکلیں یہ ہیں:

۱-بینک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ کوئی بھی سامان کسی بھی کمپنی کا خرید لے جیسے موٹر کار گاڑیاں، فلیٹس، فرنیچر آئیٹمس وغیرہ اور پھر وہ لوگوں سے چاہے کیش یا ادھار بیچے، اور خریدنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ جس سے خریدا ہے اسی سے اسے بیچ دے، کیونکہ یہ ایک تجارت میں دو تجارتوں کی شکل ہے جو شرعا حرام ہے، اور اسے حدیث میں بیع عینہ کہا گیا ہے، ہاں اگر بیچنا چاہتا ہے تو کسی اور کے ہاتھ بیچ دے۔

۲-ادھار اور قسط کی وجہ سے سامان کے ریٹ میں اضافہ جائز ہے، جیسا کہ کیش کی شکل میں اس کی قیمت سو روپے اور ادھار کی شکل میں اس کی قیمت ایک سو بیس روپے، اور یہ ادھار چاہے ایک مدت کے لئے ہو یا الگ الگ مدت(قسط)کی شکل میں ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳-ادھار یا قسط دونوں شکلوں کی بیع و شراء مستحب ہے اگر اس سے خریدنے والے پر شفقت کا ارادہ ہو، اور ادھار کی وجہ سے قیمت میں اضافہ نہ کرے تو اس احسان کی بنیاد پر وہ اجر کا بھی مستحق ہے۔

۴-بیچنے والے کے لئے یہ جائز نہیں کہ قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی صورت میں خریدنے والے سے زیادہ پیسے وصول کرے، کیونکہ یہ سود ہے جو حرام ہے،ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ بیچی گئی چیز کو رہن کے طور پر اپنے پاس رکھ لے اور جب خریدنے والااس کی باقی قیمت چکادے تو اسے واپس کردے۔

۵-قسط چکانے سے عاجز شخص کے لئے بیچنے والے کی باقی دیگر قسطوں کے وقت پر ادائیگی کی شرط لگانا صحیح نہیں،اور نہ ہی جن قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی ہے اس پر بیچنے والے کی طرف سے کوئی سودی پر سنٹیج عائد کرنا جائز ہے، بلکہ اگر اسے تنگی ہے تو کچھ ڈھیل دینااور آسانی پیدا کرنا واجب ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَن تَصَدَّقُوا۟ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾(البقرة : ٢٨٠)

''اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے،اور صدقہ کرو تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے ''۔

انسانی اعضاء بیچنے کا حکم:

موت سے پہلے اور اس کے بعد اعضائے جسمانی کا بیچنا جائز نہیں، رہی بات ایسے شخص کی جو کسی میت کے اعضاء کا ضرورت مند ہو اور بغیر اس کی قیمت ادا کئے حاصل کرنا اس کے لئے ناممکن ہو تو وہ اپنی ضرورت کے پیش نظر قیمت کے بدلے لے سکتا ہے، لیکن یہ مال بیچنے والے پر حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی مضطر کو موت کے بعد کسی عضو کو ہبہ کردے تو کوئی حرج نہیں۔

ایسے ہی خون کو علاج یا غیر علاج کی خاطر بیچنا جائز نہیں ہے،اور رہی بات ان لوگوں کی جو خون کے ضرورت مند ہیں اور وہ اسے بغیر پیسے دیئے حاصل نہیں کرسکتے تو اس کے حصول میں پیسہ ادا کرنا کوئی حرج نہیں لیکن خون بیچنے والے کے حق میں وہ پیسہ حرام ہے۔

بیع وشراء میں اختیار کا حق

بیع و شراء میں دونوں کو بااختیار بنانا شریعت اسلامیہ کی اہم خصوصیات اور محاسن میں سے ہے، کیونکہ بعض اوقات بلاغور وفکر اور سوچے سمجھے اچانک بیع ہو جاتی ہے، اور پھر بعد میں اسے توڑنا یا فسخ کرنا ضروری ہو جاتا ہے، اسی مصلحت کے مد نظر شریعت نے دونوں کو ایک مدت کا موقعہ دیا جس کے دوران وہ چاہیں تو بیع کو پکا کر لیں یا چاہیں تو اسے توڑ دیں ، جیسا کہ صحابی رسول حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «البَيِّعَانِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، -أَوْ قَالَ: حَتَّى يَتَفَرَّقَا - فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا» "بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک وہ (مجلس سے) جدا نہ ہوں، اور اگر دونوں سچ بولیں گے اور اصل حال بیان کر دیں گے تو ان کی بیع میں برکت ہوگی، اور اگر جھوٹ بولیں گے اور اصل مال چھپائیں گے تو بیع کی برکت مٹ جائے گی"۔ (بخاری: ۲۰۷۹، مسلم: ۱۵۳۲)۔

اختیار کی قسمیں وصورتیں

۱-اختیار مجلس:

مجلس کا اختیار دونوں فریق کو حاصل ہے، اس کی مدت بیع منعقد ہونے سے لیکر ان کے جدا ہونے تک ہے، اور اگر دونوں جدا ہو گئے تو بیع لازم ہو گئی، اور اگر کوئی مجلس سے اس لئے جلدی بھاگ جائے کہ کہیں بیع کو کینسل کرنے کے لئے نہ کہے تو ایسا کرنا حرام ہے۔

۲-اختیار شرط:

بائع اور مشتری ایک مدت تک کے لئے شرط لگائیں، ایسا کرنا دونوں کے لئے درست ہے، اور اس کی مدت بیع منعقد ہونے سے لیکر مشروط مدت کے ختم ہونے تک ہے، جب اختیار کی مدت ختم ہو جائے اور دونوں بیع کینسل نہ کریں تو بیع منعقد ہو جائے گی، اور اگر انہوں نے توڑ لیا تو ٹوٹ جائے گی۔

۳-بائع و مشتری کے اختلاف کا اختیار:

اگر بائع و مشتری کے درمیان قیمت، عین بیع، یا صفت بیع کے متعلق اختلاف ہو جائے، اور اس پر کوئی گواہ نہ ہو تو بائع کی بات مانی جائے گی، اور اس سے قسم لی جائے گی، اور خریدنے والے کو قبول یا عدم قبول کا اختیار دیا جائے گا۔

۴-اختیار عیب:

کسی سامان کے خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب ظاہر ہو تو خریدنے والے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے اسے واپس کر دے، اور اس کی قیمت لے لے، یا اس کو واپس نہ کرے اور اس کے عوض تاوان لے لے، اور اگر دونوں میں اختلاف برپا ہو جائے تو ایسی صورت میں بائع کی بات مانی جائے گی، اور اس سے قسم لی جائے گی، یا دونوں ایک دوسرے کو واپس کر دیں۔

۵-اختیار غبن:

بائع یا مشتری سامان میں دھوکہ کھا جائیں، تو اس کے روکنے اور توڑنے کے درمیان اختیار ہوگا، مثلا کوئی شخص قیمت سے ناواقف ہو، اور بیچنے والے نے اس سے زیادہ پیسے لے لیا، تو اس خریدنے والے کو اختیار ہوگا کہ وہ اس کے سامان کو واپس کر کے اپنا پیسہ واپس لے لے۔

۶-اختیار تدلیس:

بیچنے والا کسٹمر کو لبھانے کے لئے سامان کو بنا سنوار کر پیش کرے، حالانکہ اندر سے وہ ویسا نہ ہو جیسے بیچنے کے وقت جانور کے تھن میں دودھ چھوڑ دے تاکہ محسوس ہو کہ اس کے تھن میں دودھ بہت ہے، اور پھر خریدنے والا اسے یہی سمجھ کر خرید لے، اور جب گھر لے جائے تو معاملہ بالکل اس کے برعکس ہو تو خریدنے والے کو اس کے واپس کرنے کا اختیار ہے، اور اپنی قیمت واپس لینے کا بھی اس کا حق ہے۔

۷-قیمت کی خبر دینے میں غلط بیانی پر خریدنے والے کو اختیار:

اس کی شکل یہ ہے کہ کسی خریدنے والے نے بیچنے والے سے کہا کہ آپ مجھ سے یہ سامان اصل قیمت پر بیچ دیں، بیچنے والے نے کہا کہ اس کی اصل قیمت ایک سو پچاس روپے ہے، پھر اس نے اس سے ایک سو پچاس روپے میں خرید لیا، بعد میں معلوم ہوا کہ بیچنے والا جھوٹ بولا ہے، ایسی صورت میں خریدنے والے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کا سامان واپس کردے۔

۸-تنگ دست کا اختیار:

بیچنے کے بعد معلوم ہوا کہ خریدنے والا تنگ دست یا ٹال مٹول والا شخص ہے تو اپنے مال کی حفاظت کی خاطر بیچنے والے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بیع کو کینسل کردے۔

۹-دیکھنے کا اختیار:

اس کی شکل یہ کہ کوئی شخص ایسی چیز خریدے جسے اس نے دیکھا نہیں ہے، اور بائع سے یہ شرط لگالے کہ جب وہ سامان دیکھے گا تو اسے اختیار حاصل ہوگا، تو ایسے خریدنے والے کو دیکھنے کے بعد یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو سامان لے یا نہ لے۔

سامان حاصل کرنے کے بعد اسے واپس کرنے کا حکم:

خریدنے والا جب سامان حاصل کرلے اور اسے استعمال میں بھی لے آئے تو اگر اس میں کوئی عیب نہیں ہے تو اسے بیچنے والے کو واپس کرنے کا حق نہیں ہے، اور نہ ہی بائع کو یہ حق حاصل ہے کہ بیچتے وقت خریدنے والے سے یہ شرط لگائے کہ سامان لے جانے کے بعد نہ واپس لیا جائے گا، اور نہ ہی اسے بدلا جائے گا، کیونکہ اس میں خریدنے والے کو اختیار کے حق سے محرومی ہے، جب سامان عیب دار ہو، یا اس وقت جب بیع میں بڑی خیانت ہو۔

اور اگر بائع مشتری کی چاہت سے سامان واپس کرنے پر اتفاق کرلے لیکن مشتری پر یہ شرط عائد کردے کہ اسے اس کے بدلے دوسرا سامان لینا ہوگا، تو یہ شرط بھی بائع کی طرف سے باطل ہے۔

بیع سلَم(ادھار)کا طریقہ

بیع سلم کی تعریف:

اس کی شکل یہ ہے کہ قیمت پہلے ادا کی جائے،اور اس کے بدلے کوئی غلہ یا کھجور، وزن متعین کر کے،اور اس کا وصف بتا کر کچھ مقررہ مدت طے کر دی جائے،اور اسی مدت میں ادا کی جائے،اس کا ایک دوسرا نام بیع سلف(قرض) ہے۔

بیع سلم کا حکم:

بیع سلم جائز ہے،اور اس کے ذریعہ شریعت نے مسلمانوں پر کشادگی پیدا کی ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ، فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ» ”جو شخص کسی چیز میں سلم کرے،تو متعین ناپ تول اور وزن،اور متعین مدت مقرر کر لے“۔(بخاری:۲۲۴۰، مسلم:۱۶۰۴)۔

سامان وصول پانے کی چار شکلیں ہیں:

۱-ہاتھوں ہاتھ ہو، جیسے کوئی ایک کتاب دس ریال میں نقد بیچے،اور کتاب دے اور پیسہ لے لے، یہ جائز ہے۔

۲-لین دین دونوں ادھار ہو،اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی کار بیچے اور اس کی صفت متعین ہو لیکن ایک سال کے بعد کار دی جائے گی اور قیمت بھی ایک سال کے بعد لی جائے گی، یہ ناجائز ہے، کیونکہ اس میں قرض بیع قرض کے ساتھ ہے۔

۳-قیمت پہلے چکائی جائے اور سامان کی ڈلوری بعد میں کی جائے، یہی بیع سلم ہے جو جائز ہے۔

۴-سامان پہلے ہی دے دی جائے اور اس کی قیمت بعد میں حاصل کی جائے، یہ بھی جائز ہے۔

بیع سلم کے صحیح ہونے کی شرطیں:

سامان کا تعین، قیمت کی تحدید، ذمہ داری، ادائیگی کی میعاد وغیرہ اہم شروط اچھی طرح واضح کر دی جائے۔

سودی کاروبار اور کیش تبدیل کرنے کا بیان

مالی لین دین کی تین نوعیت ہے:

۱-عدل: اس کا تعلق بیع وشراء سے ہے، یا اسی جیسی چیزوں سے۔

۲-فضل: اس کا تعلق صدقہ وخیرات سے ہے، یا اسی جیسے بھلائی کے کام میں خرچ کرنے سے ہے۔

۳-ظلم: اس کا تعلق سود اور اسی جیسے ظالمانہ لین دین سے ہے۔

حرام لین دین کے تین اصول ہیں:

حرام کاروبار کا محور ومدار تین چیزوں پر قائم ہے، اور وہ یہ ہیں:

۱-سود ۲-ظلم ۳-دھوکا

کوئی بھی کاروبار اگر ان مذکورہ تینوں اصولوں میں سے کسی کو بھی شامل ہے تو وہ کاروبار شرعی نقطہ نظر سے حرام ہے، اور اگر وہ ان سے خالی ہے تو وہ حلال وجائز ہے۔

ربا (سود) کی تعریف:

ربا کا لغوی معنی: زیادہ

ربا کا شرعی معنی: مخصوص چیزوں میں زیادہ، یعنی دو چیزوں کے بیع وشراء کے وقت ربا کا آنا۔

ربا لینے والا یا تو کسی چیز کے مقابل میں کسی چیز کو زیادہ کر دے، یا زیادہ لینے کی خاطر ادھار کر دے۔

ربا (سود) کا حکم:

سود کا لینا ودینا دونوں حرام ہے، اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، تمام آسمانی کتابوں میں اس کی حرمت کا بیان ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰا۟﴾(البقرة : ٢٧٥) ”اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا“۔

اور ایک دوسری جگہ اللہ نے یوں فرمایا: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾ فَإِن لَّمۡ تَفۡعَلُواْ فَأۡذَنُواْ بِحَرۡبٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَإِن تُبۡتُمۡ فَلَكُمۡ رُءُوسُ أَمۡوَٰلِكُمۡ لَا تَظۡلِمُونَ وَلَا تُظۡلَمُونَ ﴾(البقرة : ٢٧٨-٢٧٩) ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو، اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے''۔

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے: « لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا ، وَمُؤْكِلَهُ ، وَكَاتِبَهُ ، وَشَاهِدَيْهِ» ، وَقَالَ: «هُمْ سَوَاءٌ » '' سود کھانے والے، اور سود کھلانے والے اور اس کے لکھنے والے، اور اس پر گواہی دینے والے پر لعنت بھیجی ہے—اور فرمایا- وہ سب برابر ہیں''۔(مسلم :۱۵۹۸)۔

سود کی حرمت کی حکمت:

سود کے بڑے بڑے نقصانات ہیں، اس سے سماج کا تانا بانا ٹوٹ جاتا ہے، لوگوں میں عداوت جنم لیتی ہے، غریبوں کا خون چوسا جاتا ہے، فقیر و محتاج کا مال سلب کر کے مال کمایا جاتا ہے، اس سے صدقہ واحسان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اور سنگ دلی و خود غرضی کو فروغ ملتا ہے، یہی نہیں اسے اپنانے سے کمانے کے راستے معطل ہو جاتے ہیں، قرض دہندہ کا مال بغیر مشقت کے بڑھتا رہتا ہے، اس کے تہتر (۷۳) دروازے ہیں، اس کا جو سب سے کم گناہ ہے وہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے مثل ہے۔

سود کی قسمیں

اسلامی شریعت میں سود بنیادی طور پر دو نوعیت کے ہیں:

۱-قرض کا سود ۲-تجارت (بیوع) کا سود

۱-قرض کا سود اور اس کی شکلیں

قرض کا سود، اس کا ایک دوسرا مشہور نام ربا النسیئۃ (سود ادھار) ہے، دور جاہلیت میں پایا جانے والا یہی وہ سود ہے جسے قرآن کریم نے حرام قرار دیا، اللہ کا فرمان ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَأْكُلُواْ ٱلرِّبَوٰٓاْ أَضْعَـٰفًا مُّضَـٰعَفَةً ۖ ﴾(آل عمران : ۱۳۰) " اے ایمان والو! کئی گنا کر کے سود نہ کھاؤ"۔

اور ایک دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: ﴿ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ ٱلرِّبَوٰاْ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِى يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيْطَـٰنُ مِنَ ٱلْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْبَيْعُ مِثْلُ ٱلرِّبَوٰاْ ۗ وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ ﴾(البقرة : ۲۷۵) " سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے، یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح سے ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا، اور سود کو حرام"۔

دور جاہلیت میں رائج اس سود کی دو شکلیں

پہلی شکل: ایک شخص ایک متعین مدت کے لئے قرض لیتا، اسی وقت یہ شرط لگائی جاتی کہ قرض واپس کے وقت اتنا زیادہ لوں گا، مثلا سو دینار دیتا اور ایک سو دس دینار وصول کرتا، تو جیسے ہی وہ مدت ختم ہوتی زائد مبلغ کے ساتھ قرض وصول کر لیتا۔

دوسری شکل:

ایک شخص ایک متعینہ مدت کے لئے ادھار لیتا،جب ادائیگی کی مدت آجاتی توقرض خواہ مقروض سے کہتا کہ رقم ادا کرو ورنہ مزید میعاد کے عوض رقم میں اضافہ کرتا ہوں،اور مقروض اگراس وقت بھی ادا نہ کرتا تو ایک مدت کے لئے مزید مال اس پر بڑھادیتا،اور اسی طرح بار بار کرتا رہتا یہاں تک کہ کچھ مدت بعد وہ رقم اس پر کئی گنا قرض قرار پاتی۔

٢-تجارت(بیوع)کا سود

سود کی دوسری نوعیت خرید وفروخت سے متعلق ہے،اور اس کا براہ راست تعلق بکنے والے سامانوں سے ہے،فقہاء کرام نے اس کا نام ربا الفضل رکھا ہے،اور یہ عمومیت کے اعتبار سے ہے،ویسے تو حقیقت میں یہ ربا النسیئہ کو بھی شامل ہے،اس کی تفاصیل درج ذیل سطور میں یوں ہے۔

ربا الفضل کی تعریف:

اُصول ربویات میں سے ایک جنس کا تبادلہ اسی جنس کے ساتھ کمی بیشی میں کرنے کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

سود کی یہ قسم چھ چیزوں کے ساتھ (اور جو بھی اس کی طرح ہو) خاص ہے،اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں جنہیں اصول ربویات کہتے ہیں:

١-سونا ٢-چاندی ٣-کھجور ٤-گیہوں ٥-جو ٦-نمک

یہی وہ چھ اجناس ہیں جن کا ایک ہی جنس کے تبادلہ کے وقت کم وبیشی کے ساتھ لین دین کرنا حرام قرار پایا،جیسا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: « الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالفِضَّةُ بِالفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلا بِمِثْلٍ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ، يَدًا بِيَدٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الأَصْنَافُ، فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ، إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ »

’’ سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے، گیہوں کو گیہوں کے بدلے، جو کو جو کے بدلے، اور نمک کو نمک کے بدلے، برابر برابر، ہاتھوں ہاتھ بیچو، لیکن اگر یہ اصناف مختلف ہوں تو جس طرح چاہو، ہاتھوں ہاتھ بیچو‘‘۔ (مسلم:۱۵۸۷)۔

چھ چیزوں کے علاوہ دیگر اجناس:

حدیث میں چھ چیزوں کا ذکر ہوا لیکن اسی جیسی اور بھی چند چیزیں ہیں مثلا:

۱-دال کی مختلف اجناس ۲-چاول کی قسمیں ۳-تیل کی قسمیں ۴-مچھلی اور گوشت کی قسمیں

اصول ربویات میں تین وجوہات کی بنا پر سود ہوتا ہے:

۱-ایک ہی جنس کی چیزوں میں تبادلہ کے وقت کمی بیشی کا واقع ہونا، جیسے پانچ کلو گیہوں کے بدلے چھ کلو گیہوں لینا۔

۲-دو مختلف چیزوں کا لین دین کرنا لیکن ایک حاضر ہو اور دوسرا ادھار ہو، جیسے سونا چاندی کے ساتھ، اور گیہوں کھجور کے ساتھ، تو یہ بھی سود کے ضمن میں ہے کیونکہ اگر جنس مختلف ہو تو اسے ایک ہاتھ سے لینا اور دوسرے ہاتھ سے دینا ہے، اور اس کا تعلق ربا النسیئۃ سے ہے۔

۳-ایک چیز کا تبادلہ اپنی ہی جنس کے ساتھ ہے، اور مقدار میں بھی دونوں برابر برابر ہے، لیکن ایک کیش اور دوسرا ادھار ہے، کیونکہ اس کی شرط یہ ہے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو، ہم مثل ہو، اور برابر برابر ہو، یہ بھی سود ہے۔

ربا الفضل کے احکام

۱-اگر بیع وشراء ایک ہی سودی جنس میں ہو (سونا سونے کے ساتھ) تو اس میں تفاضل (زیادہ) اور نساء (ادھار) دونوں حرام ہے، اس کے لئے شرط یہ ہے کہ مقدار میں برابر ہو، اور ہاتھوں ہاتھ ہو۔

۲-اگر بیع وشراء الگ الگ دو سودی جنس میں ہو (چاندی کے بدلے سونا) تو اس میں نساء (ادھار) حرام ہے، اور تفاضل (زیادہ) جائز ہے۔

۳-اگر بیع دو سودی دو جنسوں کے درمیان ہو (چاندی کے بدلے غلہ، یا سونے کے بدلے کھانا) تو اس میں زیادہ اور ادھار دونوں جائز ہے، کیونکہ دونوں بدل جنس میں اور علت میں مختلف ہیں یعنی سونے و چاندی کی جنس غلہ کے مقابلے الگ الگ ہیں، اور علت یعنی سونا چاندی کا پیمانہ وزن کا ہے اور غلہ کا پیمانہ ناپ کا ہے، اس لئے یہ مختلف ہے۔

۴-اگر بیع دو ایسی جنسوں میں ہو جو سودی ہی نہ ہو تو اس میں فضل (زیادہ) اور نساء (ادھار) دونوں ہی جائز ہے، جیسے دو اونٹ کے بدلے ایک اونٹ، اور دو کپڑوں کے بدلے ایک کپڑا، ریال کے بدلے ڈالر، وغیرہ۔

۵-ایک ہی جنس کی دو نوعیت والی چیزوں کو ایک کو دوسری نوعیت والی چیز کے بدلے بیچنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ دونوں اپنی صفت میں برابر ہوں، اس کی مثال یوں ہے جیسے رطب (گدر کھجور) کو تمر (سوکھی کھجور) کے عوض بیچنا، یہ بات بالکل واضح ہے کہ رطب سوکھنے کے بعد گھٹ جائے گی، اور پھر کمی بیشی واقع ہو جائے گی، اور یہ حرام ہے۔

چند اہم مسائل

☆ڈھالے ہوئے سونے یا چاندی کو اسی کی جنس کے بدلے کمی و بیشی کر کے بیچنا جائز نہیں، بلکہ جو سونا اس کے پاس ہے اسے روپئے کے عوض پہلے بیچ دے پھر اس کی قیمت سے ڈھالا ہو سونا یا زیور خرید لے۔

☆زندہ جانوروں میں اور گنی جانے والی اشیاء میں سود نہیں ہے، مثلاً دو یا تین اونٹ کے بدلے ایک اونٹ بیچنا جائز ہے، لیکن اگر یہ ناپنے اور تولنے کے لائق ہو جائیں تو پھر ایسا کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس میں سود ہے، مثلاً دو بکری کا گوشت ایک بکری کے بدلے بیچنا جائز نہیں، لیکن دو گائے کے گوشت کے بدلے ایک بکری کا گوشت بیچنا جائز ہے بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو، کیونکہ یہ دونوں جنس مختلف ہے۔

☆ نفع کمانے کی خاطر یا کمائی کرنے کے لئے جب سونے یا چاندی کی قیمت گھٹی ہو تو اسے خرید لینا اور جب اس کی قیمت بڑھ جائے تو اسے بیچنا جائز ہے، کیونکہ سونا و چاندی وہ مال ہے جس میں تجارت کرنا حلال و جائز ہے۔

کرنسی تدیل(Money Exchange) کرنے کے احکام

صرف یا تحویل کا معنی:

کیش کو کیش کے ساتھ بیچنے کو صرف یا تحویل کہتے ہیں، یہ بات الگ ہے کہ دونوں ایک ہی جنس کے ہوں، یا الگ الگ، یا یہ کہ وہ کیش سونے کی شکل میں ہو یا چاندی کی، یا نوٹ کی شکل میں ہو جس کا آج کل رواج ہے، لیکن یہ نوٹ سونے اور چاندی کے حکم میں آتا ہے، کیونکہ یہ دونوں اس کی قیمت میں مشترک ہیں، جیسے ریال، ڈالر، روپے، درہم و دینار۔

کیش کا معنی:

ہر وہ چیز جو سامان کے تبادلے کے لئے وسیلہ کے طور پر استعمال کی جائے، چاہے وہ سونا ہو یا چاندی، یا کاغذی نوٹ وغیرہ۔

صرف یا تحویل کے چند احکام

☆ اگر کیش کو کیش کے بدلے بیچا جائے جیسے سونا سونے کے بدلے، روپیہ روپے کے بدلے، چاہے وہ کاغذی نوٹ ہو یا معدنی سکہ، تو دونوں کا مقدار میں برابر ہونا واجب ہے، اور فوری لین دین کرنا ضروری ہے۔

☆ اگر دونوں کیش ایک جنس کے نہ ہوں جیسے سونا چاندی کے بدلے، ریال روپے کے بدلے تو اس کے مقدار میں زیادتی جائز ہے، اور فوری طور پر اس سے اپنے قبضے میں لینا واجب ہے۔

☆ اگر دونوں کیش بدلنے والے پورا یا اس کا کچھ حصہ قبضہ کرنے سے پہلے الگ ہو جائیں تو جتنے پر عقد ہوا ہے اس میں عقد صحیح ہوگا، اور جس کو قبضہ میں نہیں لیا ہے وہ باطل ہو جائے گا۔

بینک کا نظام اور اس کے متعلق مسائل

دور حاضر میں بینک جو فوائد اپنے کسٹمر (اکاونٹ ہولڈر) سے قرض کی بنیاد پر حاصل کرتے ہیں وہ سود ہے اور سراسر حرام ہے، اور ایسے ہی جو فائدے وہ روپئے جمع (Deposit) کرنے پر کسٹمر کو دیتے ہیں وہ بھی سود ہے، اور کسی کے لئے بھی اس کا لینا جائز نہیں۔

یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ لوگوں نے دور حاضر میں سود کا نام بدل کر فائدہ رکھ لیا ہے، اور اس سے لوگوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے، اور بڑی آسانی سے لوگوں کو سود کھانے پر آمادہ کر لیا جاتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ يَمۡحَقُ ٱللَّهُ ٱلرِّبَوٰاْ وَيُرۡبِي ٱلصَّدَقَٰتِۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ﴾(البقرة : ٢٧٦) .''اللہ سود کو مٹاتا ہے، اور صدقے کو بڑھاتا ہے، اور اللہ کسی ناشکرے اور گنہ گار کو دوست نہیں رکھتا''۔

بینک کارڈ(Bank card)کے ذریعہ لین دین کا حکم:

ایسے بینک کارڈ جس سے خریدنے کے وقت فوری پیسے ادا ہو جاتے ہیں اس سے خرید وفروخت کرنا، اور بل بھرنا وغیرہ جائز ہے، اور ایسے ہی ڈیبٹ کارڈ(Debit card)سے بھی لین دین کرنا درست ہے۔

اور رہی بات کریڈٹ کارڈ(Credit card)کی تو اس کے لئے چند شروط ہیں:

١-کارڈ استعمال کرنے والا وقت محدد پر قرض کا پیسہ ادا کر دے۔

٢-کارڈ فراہم کرنے والے بینک کارڈ کے مقابلے کارڈ ہولڈر سے اس کی فیس لیں، کیونکہ یہ گارنٹی کی اجرت ہے، اور یہ اس کے مقابل نفع کی اجرت ہے۔

٣-کارڈ کی مدت ختم ہونے کے بعد کارڈ ہولڈر سے کوئی زیادہ رقم نہ وصول کیا جائے، اگر اس سے قرض سے زیادہ پیسہ وصول کیا گیا تو وہ سود ہے، اگر اس میں سود کا عنصر شامل ہے تو کریڈٹ کارڈ کا استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ اس سے بچنا واجب ہے، کیونکہ اس میں سود ہے جو سراسر حرام ہے۔

فکس ڈپازٹ(Fixed deposit)کا حکم

موجودہ دور میں تمام سودی کاروبار کرنے والے بینکوں نے ایک فکس ڈپازٹ کے نام سے گاؤں گاؤں ،اور شہر شہر یہ پروگرام چلا رکھا ہے جس میں ایک خاص مدت تک کے لئے (ایک سال،دو سال،پانچ سال،دس سال) ایک ہی ساتھ یا سالانہ قسط پر ایک محدود مبلغ جمع کیا جاتا ہے،اور جب وہ مدت ختم ہو جاتی ہے تو اس جمع شدہ مال میں ایک مخصوص فیصد کے حساب سے سود دیا جاتا ہے،یہ سراسر حرام ہے۔

رہن (گروی رکھنے) کا بیان

رہن کی تعریف:

رہن اس عوض کو کہتے ہیں جو قرض دینے والا قرض لینے والے سے کوئی مال گروی رکھ لے تاکہ قرض نہ ادا کرنے کی صورت میں اس سے اس کی تلافی کر لے۔

رہن کے صحیح ہونے کی شرط:

۱-رہن رکھنے والا اس مال کو جائز جگہوں میں استعمال کرے۔ ۲-دونوں رضامند ہوں۔
۳-گروی رکھی ہوئی چیز معلوم ہو۔ ۴-رہن میں رکھی گئی چیز موجود اور ملکیت میں ہو۔
۵-رہن میں رکھی گئی چیز رہن رکھنے والے کے حوالے کر دی گئی ہو۔

رہن کے چند مسائل

☆رہن سے قرض دینے والے کے مال کی حفاظت مقصود ہے۔

☆رہن میں رکھی گئی چیز کو گروی رکھنے والے (مالک) کی اجازت کے بغیر قرض دینے والا نہیں بیچ سکتا۔

☆اگر رہن میں کوئی جانور ہو تو اس کا چارہ رہن رکھنے والے پر ہے،اگر جس کے پاس رہن رکھا گیا ہو اور وہ اسے چارہ وغیرہ فراہم کرے تو اپنے خرچ کے مقدار اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے،چاہے وہ دودھ کی شکل میں ہو یا سواری کی شکل

میں، یا گھر میں رہائش کی شکل ہو، خرچ کاٹنے کے بعد جو بھی بچے وہ قرض لینے والے کو واپس کیا جائے، رہن میں رکھے ہوئے مکان کو جب تک قرض کی واپسی نہ ہو اس سے فائدہ اٹھانا ربا (سود) ہے جو جائز نہیں ہے، اگر کوئی اس میں رہائش اختیار کرتا ہے تو وہ ماہانہ اس کا کرایہ ادا کرے۔

☆وقت مقررہ پر اگر قرض لینے والا مبلغ واپس نہ کرے تو حاکم وقت گروی رکھی ہوئی چیز کو فروخت کر سکتا ہے۔

☆ہر وہ چیز جس کا بیچنا جائز ہے، اس کا رہن رکھنا بھی جائز ہے، اسی بنا پر بینک کا مصدقہ چیک اور شیر مارکیٹ کا حصہ بھی رہن میں رکھ سکتے ہیں۔

مساقات (سینچائی) و مزارعہ (بٹائی) کے احکام

مساقات کا معنی :

کوئی شخص اپنا پھل دار درخت کسی دوسرے آدمی کو اس شرط پر دے کہ وہ اس کو سینچے اور اس کی دیکھ بھال کرے، اور اس کے بدلے پھل کا کچھ حصہ مثلاً آدھا، یا چوتھائی، وغیرہ لے لے، اور باقی پھل درخت کا مالک لے لے۔

مزارعہ کا معنی:

کوئی شخص اپنی زراعتی زمین کسی کو اس شرط پر دے کہ وہ اس میں زراعت کرے، اور اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کے بدلے اس کی پیداوار سے آدھا حصہ یا چوتھائی حصہ لے لے، اور باقی پیداوار مالک زمین کو دے دے۔

پھل دار درختوں کے خرید و فروخت کا حکم:

دور حاضر میں باغات کے خرید و فروخت نے نیا موڑ لیا ہے، وہ یوں کہ باغات کے مالکان باغات کو ایک مخصوص مبلغ کے عوض کئی کئی سال کے لئے بیچ دیتے ہیں، فصل کے پھل کیا ابھی تو اس میں پھول بھی نظر نہیں آتا، شریعت کی نظر میں یہ خرید و فروخت سراسر حرام و ناجائز ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے، اور اس سے خریدنے اور بیچنے والے دونوں پر باز آنا واجب ہے۔

چند اہم مسائل

☆اللہ نے زمین والوں کی اور مزدوروں کی رعایت کرتے ہوئے اسے جائز وحلال قرار دیا۔

☆اگر ایک ہی زمین پر باغ اور زراعت دونوں جمع ہو جائیں بایں طور کہ اس زمین میں باغ بھی ہو اور وہ زراعت کے بھی قابل ہو تو ایک محدود حصہ کے تعین کے بعد دونوں کھیتی اور سینچائی کے لئے کسی شخص کو دینا جائز ہے۔

☆مخابرہ حرام ہے، اس کی نوعیت یہ ہے کہ کھیتی والا شخص زمین کا ایک حصہ جیسے روڈ کے کنارے یا نالے کے کنارے کو مالک ارض کے لئے خاص کر دے کہ اس میں جو بھی پیدا ہو وہ سب آپ کا، اور باقی زمین میں جو پیدا ہو ہمارا، شریعت میں اس طرح کی تخصیص حرام ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے، جائز صورت وہی ہے کہ پیداوار پر مخصوص حصہ کی تعیین کر دی جائے تاکہ دونوں کے حقوق محفوظ ہو جائیں۔

☆زمین کو کیش کرایہ پر دینا بھی جائز ہے، جیسے کہ اس کی پیداوار پر کھیتی وسینچائی کے لئے دینا جائز ہے۔

☆ پھل دار درختوں کے بیچنے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ جب پھل قابل استعمال ہو جائے تب اسے بیچا جائے۔

☆ شکار، چوپایوں کی نگرانی اور کھیتی کے دیکھ ریکھ کی خاطر کتے پالنا مباح ہے، لیکن ان مقاصد کو چھوڑ کر کسی اور مقصد کی خاطر کتا پالنا حرام ہے۔

☆اگر کوئی پھل دار درخت زمین کے ساتھ بیچتا ہے تو درخت جس بھی نوعیت کا ہو کوئی مضائقہ نہیں۔

☆غیر مسلم کے ساتھ زراعت، صنعت، تجارت، اور تعمیرات وغیرہ میں ڈیل کیا جاسکتا ہے، شرط یہ ہے کہ اس میں شریعت مخالف کوئی کام نہ ہو۔

☆اگر کسی نے اپنے کھیت میں اچھے مقصد کے لئے آگ جلائی، پھر ہوا اسے اڑا کر لے گئی اور اس سے دوسرے کا مال جل گیا تو اس شخص کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

اجارہ (کرایہ پر دینے یا اجرت پر رکھنے) کا بیان

اجارہ کا معنی:

مباح اور معلوم منفعت کے حصول کے لئے ایک متعین عوض کے بدلے اگریمنٹ کرنا۔

اجارہ کی دو قسمیں:

۱-اجارہ کسی عینی چیز کا ہو جیسے گھر، گاڑی وغیرہ۔

۲-اجارہ کسی معلوم عمل کا ہو جیسے دیوار بنانے کے لئے کسی شخص کو اجرت پے لانا، یا زمین کی جوتائی کے لئے وغیرہ۔

اجارہ کی شرطیں:

۱-اگریمنٹ کرنے والے جائز لین دین کرنے والے ہوں۔

۲-منفعت کی جان کاری ہو جیسے رہائش کے لئے مکان۔

۳-کرایہ اور مدت دونوں متعین ہوں۔

۴-منفعت حلال ہو جیسے رہائش، اور حرام نہ ہو جیسے شراب کی دوکان بنانا، رنڈی خانہ بنانا وغیرہ

۵-اسے تحویل میں دینے کی استطاعت ہو یعنی اس کی ملکیت ہو یا اسے کرایہ پر دینے کی اجازت ہو۔

۶-کرایہ لینے و دینے والے دونوں رضامند ہوں۔

کرایہ کے چند مسائل

☆کرایہ کا گھر بیچنا جائز ہے لیکن خریدنے والے اس پر اسی وقت قابض ہو گا جب کرایہ والے کی مدت ختم ہو گی۔

☆کرایہ اگریمنٹ کے ساتھ واجب ہے، اور مدت گذرنے کے بعد کرایہ کی ادائیگی بھی واجب ہے اگر دونوں لیٹ کے ساتھ لین دین پر راضی ہوں، یا اگر پہلے دینے یا قسط پر دینے کے لئے راضی ہوں سب جائز ہے۔

☆کام کرنے والے کی اجرت کام ختم ہوتے ہی دینا چاہئے، بلکہ پسینہ سوکھنے سے پہلے دیا جائے۔

☆اگر مزدور سے کوئی نقصان اس کی کوتاہی سے نہ ہو تو وہ اس کا ذمہ دار نہیں۔

☆عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نہ مزدوری پے جاسکتی ہے اور نہ ہی کسی بچے کو دودھ پلاسکتی ہے۔

☆حرام آلات لہو لعب، فحش فلمیں، عریاں تصویریں، سودی بینک، شراب خانے، قحبہ خانے، داڑھی مونڈنے، سگریٹ بیچنے، ویڈیو یا گانے کی کیسٹ بیچنے، لاٹری، وغیرہ حرام کاموں کے لئے دوکان کرایہ پر دینا جائز نہیں۔

☆☆☆